بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِذَا الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء۔ عسٰی ان یبعثک ربک مقاماً محمودا

روزنامہ الفضل ربوہ

The Daily
ALFAZL
RABWAH

ایڈیٹر روشن دین تنویر

فون نمبر ۳

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴

خطبہ نمبر ۱۶

یوم ہفتہ

قیمت فی پرچہ ۲۵ پیسے

جلد ۵۸/۲۳ | ۶ ربیع الاول ۱۳۸۹ | ۲۴ ہجرت ۱۳۴۸ ہش | ۲۴ مئی ۱۹۶۹ء | نمبر ۱۱۹

اخبار احمدیہ

ربوہ ۲۳ ہجرت۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے متعلق آج صبح کی اطلاع مظہر ہے کہ طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ الحمد للہ

ضروری اطلاع:۔ آئندہ اتوار ۲۵ ہجرت ۱۳۴۸ ہش (۲۵ مئی ۱۹۶۹ء) سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی بعض دیگر جماعتی مصروفیت کے پیش نظر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ عام ملاقات نہیں ہو سکے گی۔ احباب مطلع رہیں۔

(پرائیویٹ سیکرٹری)

اپنے آقا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نعتیہ کلام

در دلم جوشد ثنائے سرورے

در دلم جوشد ثنائے سرورے — آنکہ در خوبی ندارد ہمسرے
آنکہ جانش عاشقِ یارِ ازل — آنکہ روحش واصلِ آں دلبرے
آنکہ مجذوبِ عنایاتِ حق است — ہمچو طفلے پروریدہ در برے
آنکہ در برّ و کرم بحرِ عظیم — آنکہ در لطفِ اتم یکتا دُرے
آنکہ در جود و سخا ابرِ بہار — آنکہ در فیض و عطا یک خاورے
آں رحیم و رحمِ حق را آیتے — آں کریم و جودِ حق را مظہرے
آں دلِ روشن کہ روشن کردہ است — صد درونِ تیرہ را چوں اخترے
احمدِ آخر زماں کز نورِ او — شُد دلِ مردم زخور تاباں ترے
آں ترحمہا کہ خلق از وے بدید — کس ندیدہ در جہاں از مادرے
منکہ از حسنش ہمے دارم خبر — جاں فشانم گر دہد دل دیگرے
مے پریدم سوئے کوئے اُو مدام — من اگر مے داشتم بال و پرے
تکیہ بر زورِ تو دارم گرچہ من — ہمچو خاکم بلکہ زاں ہم کمترے

(درثمین فارسی)

مسعود احمد جہلمی پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر الفضل دارالرحمت غربی ربوہ سے شائع کیا

روزنامہ الفضل ربوہ

مورخہ ۲۴ ہجرت ۱۳۴۸ہش

حَسُنَتْ جَمِیْعُ خِصَالِہٖ

قرآن کریم میں سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو مسلمانوں کے لئے اسوۂ حسنہ قرار دیا گیا ہے۔ جس کے یہ معنی ہیں کہ اللہ تعالےٰ نے آپ کی طبیعت میں تمام وہ باتیں رکھ دی تھیں۔ جن کو زیر عمل لا کر انسان انسانیت کے اس مقام پر پہنچ جاتا ہے جس کے آگے اس زندگی میں کوئی مقام نہیں۔ اسی لئے اللہ تعالےٰ نے آپ کو اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ کا خطاب عطا فرمایا ہے۔ یعنی آپ کا اخلاقی مقام عظیم تھا۔ زندگی کا کوئی پہلو ایسا نہیں جس میں آپ نے معیاری نمونہ نہ پیش کیا ہو۔ ایک شخص جو نہ صرف ایک خاندان بلکہ ایک ملک بلکہ تمام دنیا اور تمام وقتوں کے لئے ایک معیاری اخلاق کا نمونہ پیش کرنے کے لئے مبعوث ہوتا ہے تو اس سے یہ اندازہ کرنا مشکل نہیں ہے کہ وہ انسان کتنا عظیم الشان ہوسکتا ہے۔

اللہ تعالےٰ نے آپ کو عَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ کہہ کر بتا دیا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم معیاری اخلاق کے حامل ہونے چاہئیں۔ یہ ایک فطری بات ہے لیکن صحابہ کرام اور آپ کے قرب میں آنے والے لوگوں کی شہادت موجود ہے۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ دنیا میں کوئی ایک شخص کیا بہت سے اشخاص مل کر بھی اخلاق کا وہ مجتمع نمونہ پیش نہیں کرسکتے۔ جو صرف آپ کی ہمہ صفت ذات میں تھا۔ سیدہ عائشہ صدیقہ نے تو بات کو ختم ہی کر دیا ہے اور فرمایا ہے۔ کہ خُلُقُہُ الْقُرْآن آپ کا خلق وہی تھا جس کی تفصیل قرآن کریم میں بیان کی گئی ہے۔ یعنی آپ نے اپنی زندگی کا جو نمونہ پیش کیا ہے۔ وہ ان ہدایات کا عملی پہلو ہے۔ جو قرآن کریم میں بیان کی گئی ہیں۔ جس طرح کا انسان قرآن کریم انسان کو بنانا چاہتا ہے جس کے لئے ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ اسے کہا گیا ہے۔ وہ واحد انسان آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ہی ذات تھی آپ کی ذات میں انسانیت کا معیار قائم کیا گیا ہے۔ جس سے ملا کر ہم کھوٹے کھرے کو پہچان سکتے ہیں۔

قرآن کریم کے احکام برحق ہیں ان پر عمل کرنا ہر مسلمان کا فرض ہے تاہم قرآن کریم ہی یہ بھی کہتا ہے کہ میری ہدایات پر چلنا چاہتے ہو تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اعمال کو دیکھو جس طرح وہ کرتا ہے۔ یا جس طرح اس نے کرکے دکھایا ہے وہ ایسا ہے جو انسانیت کے زیور میں جڑا جاسکتا ہے۔

اس سے یہ بھی نتیجہ نکلتا ہے کہ آنحضرتؐ نے جو نمونہ اخلاق کا دکھایا ہے وہ بشر ہونے کے ساتھ دکھایا ہے۔ اس لئے اس نمونہ کی پیروی کی جاسکتی ہے۔ اگر انسان کوشش کرے۔ تو تمام نہ سہی چند اخلاقی اعمال میں ہم بھی وہ معیار حاصل کرسکتے ہیں۔ جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے دکھایا! اور یہی بات یہ ہے کہ اگر ہم ایک عمل میں بھی اس معیار پر پہنچ جائیں تو گویا ہم نے اپنی زندگی کا حاصل پا لیا۔ مثلاً یہ ایک معمولی سی بات نظر آتی ہے کہ انسان کو اپنا وعدہ پورا کرنا چاہیئے۔ نظری طور پر تو یہ آسان معلوم ہوتا ہے مگر آپ کی نظر میں شاید آج تک ایک ایسا انسان بھی نہیں آیا ہوگا جس نے کسی نہ کسی وجہ سے کبھی وعدہ خلافی نہ کی ہو۔ اِلَّا مَا شَاءَ اللّٰہ شاذ کوئی اللہ تعالےٰ کا خاص بندہ ہی یہ دعوےٰ کرسکتا ہے۔ کہ اس نے کبھی وعدہ خلافی نہیں کی مگر بطور بشر ہونے کے اگر کوئی چیز مدنظر رکھے تو یہ بات مشکل نہیں ہے۔ کہ آدمی کبھی وعدہ خلافی نہ کرے۔

سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایفائے وعدہ کا بھی معیار قائم کیا ہے۔ کوئی ایک ایسا وعدہ نہیں بتایا جاسکتا کہ آپ نے کیا ہو اور اس کو پورا نہ کیا ہو۔

آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم تمام نبوّتوں کے جامع اور تمام انسانی کمالات کے خاتم ہیں

(فرمودہ حضرت مولانا حکیم نورالدّین خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

(۱)

"میں اللہ تعالےٰ کے تمام نبیوں پر ایمان رکھتا ہوں خواہ ان کا ذکر قرآن مجید میں ہے یا نہیں وہ سب کے سب اللہ تعالےٰ کے راست باز بندے تھے اور انہوں نے مخلوق کو خدا تعالےٰ کا کلام اپنے اپنے وقت پر پہنچایا۔ میں اس بات پر بھی ایمان رکھتا ہوں کہ تمام نبوتیں آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوگئیں۔ بلکہ میں اس بات پر ایمان رکھتا ہوں اور بصیرۃ اور شرح صدر کے ساتھ آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نہ صرف تمام نبوتوں کے جامع اور خاتم تھے بلکہ آپ خاتم النبیین، خاتم الرسل اور خاتم کمالات انسانی تھے۔ یہ میرا یقین ہے کہ تمام انبیاء اور تمام اولیاء اور تمام انسانی کمالات کے آپ جامع اور خاتم ہیں۔ اور اب آپ کے بعد میرا واہمہ بھی تجویز نہیں کرتا کہ کسی شخص میں ایسے کمالات ہوں۔ میں اس کے متعلق حضرت صاحب کا ایک شعر سناتا ہوں

اے در انکار و شکے زاں شاہ دیں
خادمان و چاکرانش را ببیں

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے کمالات کے لئے جب ہم دیکھتے ہیں کہ صحابہ کرامؓ کیسے پاک گروہ تھے تو یہ قصہ معلوم ہوتا ہے تمہارا وجود اس گاؤں میں خود گواہی ہے کہ اللہ تعالےٰ احمد کا غلام بننے سے کیا فضل کرتا ہے۔

(۲)

حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوّت کے اقرار کے ساتھ ہمیں ضرورت پڑتی ہے کہ ہم قرآن شریف میں دیکھیں کہ آپ کس درجہ کے انسان تھے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی شان بلند معلوم کرنے کے لئے مومنوں کو دو آیتیں جو دوقی تعداد شہادت کی ہے سامنے رکھنی پڑتی ہیں ایک جگہ

انک لعلیٰ خلق عظیم

اور دوسری جگہ فرمایا۔

کان فضل اللہ علیک عظیماً

اب غور کرو کہ اللہ تعالےٰ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی دو عظمتوں کا ذکر کیا ہے ایک تو عظیم اخلاق پر ہونا ہی بڑا ہوتا ہے پھر جس کو اللہ بڑا بنائے اس کا خیال کرو کہ وہ بڑائی کس شان کی ہوگی۔ اللہ تعالےٰ جو کامل الصفات ہستی ہے اسکی طرف سے جس کو بڑائی عطا ہو وہ بڑائی ایسی نہیں ہوسکتی جس کا وہم یا اندازہ ہوسکے اور یہ بڑائی ایک تو اخلاق میں عطا کی اس سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بے مثل اخلاق کا اندازہ ہوسکتا ہے پھر عظیم فضل آپ پر کیا۔ اب غور کرو جب کو یہ دو عظمتیں حاصل ہوں اور فضل عظیم اور خلق عظیم والا جن کا مقتدا ہو انہیں کسی اور کی ریس ہی کیا ہوسکتی ہے! دیکھو خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم۔

خطبہ جمعہ

نماز باجماعت ادا کرنے میں اگر ذرا بھی سُستی نظر آئے تو چوکس و بیدار ہو کر اسے دُور کرنے کی کوشش کرو

فضل عمر فاؤنڈیشن کے وعدے اور عطایا کی ادائیگی ۳۰ جون ۱۹۶۹ء سے پہلے ضرور ہو جانی چاہیئے

مجالس خدام الاحمدیہ روح خدمت کے ماتحت اور انصار اللہ روح تربیت کے ماتحت زیادہ مستعدی سے اپنے پروگراموں کی طرف متوجہ ہوں

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ

فرمودہ ۶ ماہ ہجرت ۱۳۴۸ ش بمقام مسجد مبارک ربوہ

مرتبہ مکرم مولوی سلطان احمد صاحب پیر کوٹی

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

جو مضمون میں نے اپنے گزشتہ چند خطبات میں شروع کیا تھا اس مضمون سے ہٹ کر آج مَیں بعض باتیں کہنا چاہتا ہوں۔ اللہ تعالےٰ نے توفیق دی تو انشاء اللہ اگلے جمعہ کو اس تسلسل میں میرے خطبات شروع ہو جائیں گے۔

پہلی بات آج مَیں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ

اہلِ ربوہ کا ایک حصّہ

مساجد میں نماز باجماعت ادا کرنے میں پھر سست ہو گیا ہے۔ نماز باجماعت ادا کرنا اسلامی عبادت کی روح سے تعلق رکھتا ہے اور عبادت کی روح مختلف شکلوں میں اس دُنیا میں قائم کی گئی ہے۔ نماز (جس طرح ہم مساجد میں ادا کرتے ہیں) اس روح عبادت کی ایک ظاہری شکل ہے۔ اور اللہ تعالےٰ نے ہمارے لئے یہ قانون بنایا ہے کہ نہ روح جسم کے بغیر کام کر سکتی ہے اور نہ جسم میں روح کے بغیر زندگی کے آثار پائے جا سکتے ہیں۔ اس لئے اسلام نے ہمیں آئندہ کے متعلق جو خبریں دی ہیں ان میں یہ بھی بتایا ہے کہ اس جسم سے جدا ہونے کے بعد ہماری روح کو دو جسم دو مختلف اوقات میں عطا کئے جاتے ہیں۔ ایک جسم تو عارضی برزخ کے زمانہ کا جسم ہے یعنی روح انسانی کو عارضی طور پر اس زمانہ میں اس نئے جسم میں رکھا جاتا ہے اور جس دن حشر ہو گا۔ قیامت آئے گی اس دن

انسانی روح کو وہ جسم عطا کیا جائیگا

جس کے نتیجہ میں اور جس کی وجہ سے ہماری رُوح اور ہماری زندگی اُس دنیا میں وہ تمام احساسات رکھے گی جو اس دنیا کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں اور ان لذتوں اور سرور (اور اللہ تعالےٰ کے غضب اور قہر کی آگ) کا احساس بھی رکھے گی جن کا تعلق اس زندگی کے ساتھ ہے۔ جس طرح اس جسم اور روح کا آپس میں تعلق ہے۔ اسی طرح ہماری عبادتوں کے ان حصوں کا جو حقوق اللہ کہلاتے ہیں اور ہماری عبادتوں کے ان حصوں کا بھی جو حقوق العباد کہلاتے ہیں ایک روح اور جسم سے تعلق ہے۔

جب قومیں گرتی ہیں

تو وہ چھلکے پر ہاتھ مارتی اور اس پر خوش ہو جاتی ہیں۔ یعنی ظاہری شکل انہیں خوش کرنے لگتی ہے اور وہ اسی کو سب کچھ سمجھنے لگ جاتے ہیں۔ روح بیچ میں سے غائب ہو جاتی ہے۔ وہ چھلکا مغز سے خالی ہوتا ہے اور ایک سست اور بے عمل فلسفی سب کچھ سمجھتے ہوئے بھی اس کو کافی سمجھتا ہے یعنی ایک فلسفیانہ دماغ بعض دفعہ سمجھتا ہے کہ روح کافی ہے۔ جسم کی ضرورت نہیں۔ لیکن یہ اس سنت کے خلاف ہے جو اللہ تعالےٰ نے انسان کے لئے جاری کی ہے۔ جسم کا ہونا بھی ضروری ہے اور روح کا ہونا بھی ضروری ہے اور جب تک یہ دونوں چیزیں جمع نہ ہوں اس وقت تک نتیجہ نہیں نکل سکتا۔ جس کے اس ضمن میں یہ معنی ہوں گے کہ اس کے بغیر اللہ تعالےٰ خوش نہیں ہو سکتا۔ اگر محض یہ خیال ہو کہ روحِ عبادت قائم رکھنی چاہیئے جسم کی ضرورت نہیں یا ظاہر کی پابندی کی جائے اور اس کے پیچھے روح نہ ہو تو ان ہر دو صورتوں میں یہ

خدا کی نگاہ میں ایک لغو فعل ہوگا

پس یہ نماز جو ہم مساجد میں جمع ہو کر ادا کرتے ہیں۔ یہ اسی صلوٰۃ کی ظاہری شکل اور اس روح عبادت کا جسم ہے جو روح عبادت کہ اللہ تعالےٰ اپنے بندوں میں قائم کرنا چاہتا ہے۔ پس جہاں ہمیں روح کی ضرورت ہے وہاں جسم اور ظاہری شکل کی بھی ضرورت ہے۔ اس کے بغیر میرے نزدیک روح کی موجودگی کا دعوےٰ باطل ہوگا۔

ایک زندہ جماعت اس بات کو برداشت نہیں کر سکتی

کہ اس کی طرف منسوب ہونے والے صرف دعوے کے طور پر اور لفظاً اس کی طرف منسوب ہوں مگر حقیقتاً وہ ان تقاضوں کو پُورا نہ کریں جو اللہ تعالےٰ نے اپنی جماعت اور امتِ مسلمہ سے کئے ہیں۔ اور جن کا پورا کرنا ضروری ہے یہ روحانی سستی ربوہ میں ہو یا باہر کی جماعتوں میں برداشت نہیں کرنی چاہیئے جب بھی ہمیں کسی جگہ ذرا سی سستی بھی نظر آئے ہمیں اسے نظر انداز نہیں کرنا چاہیئے۔ بلکہ سارے محلہ کو اور سارے احمدیوں کو چوکس اور بیدار

ہو گر اس سستی کو دور کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

خدا کا فضل ہے کہ

جماعت کا بڑا حصہ رُوحِ اخلاص رکھتا ہے

لیکن بشری کمزوریوں کی وجہ سے وہ اس بات کا بھی محتاج ہے کہ اسے بار بار یاددہانی کرائی جائے۔ الٰہی سلسلوں میں بعض منافق بھی ہوتے ہیں۔ ان میں سے بہتوں کو تو اللہ تعالےٰ ہدایت بھی دے دیتا ہے اور بعض بدقسمت اسی نفاق کی حالت میں اس دنیا سے کوچ کر جاتے ہیں۔ لیکن ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم ان کی ہدایت کی کوشش کرتے رہیں اور ان کے لئے دعا بھی کرتے رہیں کہ اللہ تعالےٰ ان لوگوں کو بھی اپنے فضل کو پہچاننے کی توفیق دے اور اس فضل کے حصول کے لئے ان کے اندر ایک جنون پیدا کرے تا وہ اپنی ہر چیز کو قربان کر کے

خدا تعالےٰ کے فضل کو حاصل کرنیوالے

ہوں۔ پس یہ درست ہے کہ جماعت میں بعض منافق بھی موجود ہیں جن کی ہدایت کے لئے ہمیں کوشش کرنی چاہیئے لیکن جماعت کے اکثر افراد ہر لحاظ سے اچھے ہیں! اعتقاد کے لحاظ سے بھی اور عمل کے لحاظ سے بھی۔ وہ نمازوں سے بھی محبت اور پیار رکھتے ہیں اور ان کے دل اللہ کے گھر میں اٹکے رہتے ہیں۔ گو اخلاص میں کمی نہیں لیکن ایک حصہ جماعت کا سست ہے۔ زندگی میں انسان کو ایک عظیم جدوجہد کرنی پڑتی ہے۔ اور اسی حصہ جماعت کے افراد اپنی اس جدوجہد اور اس مجاہدہ کے ابتدائی دور میں ہوتے ہیں۔ ان کو اپنے بھائیوں کے

سہارے اور تعاون کی ضرورت

ہوتی ہے۔ یہ ضرورت تھی تبھی تو خدا نے یہ حکم دیا ہے کہ تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى۔ اگر کسی انسان کو اپنے بھائی کے سہارے، تعاون اور مدد کی ضرورت نہ ہوتی تو اس حکم کی بھی ضرورت نہ تھی۔ یہ حکم ہمیں بتا رہا ہے کہ انسان کو اپنی زندگی میں روحانی ارتقا کے مدارج طے کرتے ہوئے دوسروں کے سہاروں کی ضرورت پڑتی رہتی ہے اور یہ سہارا دینا آپ کا فرض ہے۔ اس کے بغیر سستہ فرد کی سستی دور نہیں ہو سکتی۔ اس کے بغیر غافل غفلت کے پردوں کو چیر کر نورانی فضا میں داخل نہیں ہو سکتا۔ پس اپنے کمزور بھائیوں کو سہارا دیا کریں۔

پچھلے دنوں مجھے معلوم ہوا کہ ہمارے ایک محلہ کے دکاندار نماز باجماعت کی ادائیگی میں سستی دکھاتے ہیں تو میں نے انہیں بلا کر اس طرف توجہ دلائی اور بعد میں رپورٹیں آنے لگ گئیں کہ اذان ہونے کے بعد فوراً دکانیں بند ہو جاتی ہیں اور دکاندار مسجد میں چلے جاتے ہیں۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ آیا ان میں پھر سستی پیدا ہو گئی ہے اور انہیں دوبارہ یاددہانی کرانے کی ضرورت پڑی ہے یا بعض نوجوان طالب علم ہیں جن کے متعلق یہ شکایت پیدا ہوئی ہے۔ نوجوانوں کو سہارا کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے جس طرح ایک چھوٹا بچہ جب اپنی جسمانی نشوونما میں چلنے کے مرحلہ پر پہنچتا ہے تو شروع میں اسکی انگلی پکڑنی پڑتی ہے۔ وہ بار بار گرتا ہے اور بار بار اسے سنبھالنا پڑتا ہے۔ اسی طرح روحانی ارتقا میں بھی نوجوان (اور بعض دفعہ بڑی عمر کے لوگ بھی) ایک ایسے مقام سے گزرتے ہیں کہ انہیں زیادہ سہارا کی ضرورت پڑتی ہے۔ اس مقام سے گزرنے کے بعد وہ روحانی راستہ پر چھلانگیں مارتے ہوئے آگے سے آگے ہی بڑھتے چلے جاتے ہیں۔ لیکن ایک وقت ان کی زندگی میں ایسا بھی آتا ہے کہ انکو سہارے کی ضرورت ہوتی ہے اور ان کی انگلی ہمیں پکڑنی پڑتی ہے اس کے بغیر وہ روحانی میدانوں میں آگے نہیں بڑھ سکتے۔

اہل ربوہ کو ایسے موقعوں پر

فوراً چوکنا اور بیدار ہو جانا چاہیئے

اگر مساجد میں آبادی کم نظر آئے تو اس کی وجہ کا علم ہونا چاہیئے اور اس نقص کو دور کرنا چاہیئے۔ ایک نقص یہ بھی ہے کہ ذمہ دار افسر سمجھتے ہیں کہ دو چار ہفتے رپورٹ دیدینا کافی ہے اور اس کے بعد وہ رپورٹ دینا بند کر دیتے ہیں۔ ہمارے مقامی انتظام میں جو منتظم ہیں اور صدر عمومی کہلاتے ہیں ان کا یہ فرض ہے کہ وہ ہر دو ہفتہ بعد صدر صاحبان کے مشورہ سے ایک رپورٹ دیا کریں کہ کہاں سستی ہے اور کہاں چستی ہے۔ مجھے بہرحال اطلاع ملنی چاہیئے کہ ربوہ کے مکین دینی کاموں میں کس رفتار کے ساتھ ترقی کر رہے ہیں۔ کیونکہ اس کی ذمہ داری اللہ تعالےٰ نے مجھ پر ڈالی ہے۔ اور یہ بڑی بھاری ذمہ داری ہے

اس پندرہ روزہ رپورٹ کے علاوہ ربوہ سے متعلق

ایک رپورٹ نظارت امور عامہ کی طرف سے آنی چاہیئے

ایک رپورٹ نظارت اصلاح وارشاد کی طرف سے آنی چاہیئے اور یہ رپورٹیں دونوں نظارتوں کے اپنے اپنے کاموں کے لحاظ سے ہوں۔ مثلاً نظارت امور عامہ کی طرف سے یہ رپورٹ آنی چاہیئے۔ یا یوں کہیں کہ ان کی رپورٹ میں یہ بھی ہونا چاہیئے کہ اس مہینہ میں کتنے لوگ ایسے ربوہ میں رہائش پذیر ہوئے ہیں جن کا جماعت احمدیہ سے تعلق نہیں۔ پھر ایسے جو لوگ پہلے سے یہاں رہتے ہیں۔ ان کا کوئی کام ایسا تو نہیں جو ہماری روحانی و اخلاقی فضا کو خراب کرنے والا ہو۔ ایسے بہت سے خاندان ہیں۔ جو گو جماعت میں شامل نہیں۔ لیکن ہم سے بہت تعلق رکھتے ہیں۔ ان کے ہم سے دنیوی تعلقات ہیں۔ ان میں سے بعض ایسے بھی ہوتے ہیں کہ اگر وہ چاہیں تو اپنے بچہ کو جیفس کالج میں بھی داخل کر سکتے ہیں۔ لیکن وہ یہاں آ جاتے ہیں اور اپنے بچوں کو ہمارے سکول اور کالج میں داخل کراتے ہیں۔ بعض دفعہ ان کو رہائش کے لئے مکان بھی کرایہ پر لینا پڑتا ہے۔ ان کا جماعت کے دوستوں کے ساتھ ظاہری اور دنیادارانہ تعلق بڑا اچھا ہوتا ہے۔ اور جماعتی تنظیم کو اچھا سمجھتے ہیں۔ لیکن ان کی اور خصوصاً ان کے نوکروں کی تربیت اس تربیت سے مختلف ہوتی ہے جو عام طور پر ایک احمدی کی ہوتی ہے۔ پھر جماعت میں بھی نئے آدمی داخل ہوتے ہیں۔ اور انکی تربیت پر ایک وقت لگتا ہے گو ایسے دوستوں کے احمدی ہونے پر ۵-۶ مہینے بھی گذر جائیں تو ان کی ذہنیت بڑی حد تک بدل جاتی ہے اللہ تعالےٰ ان پر فضل کرتا لیکن پھر بھی ان لوگوں کی تربیت ایسی نہیں ہوتی جو ایک پرانے تربیت یافتہ احمدی کی ہوتی پھر وہ جان بوجھ کر نہیں اپنی عادت سے مجبور ہو کر اور عدم تربیت کے نتیجہ میں بہت سی ایسی باتیں کر جاتے ہیں جنہیں ہم پسند نہیں کرتے اور جن کے نتیجہ میں ربوہ کی اخلاقی فضا پر اچھا اثر نہیں پڑتا۔

یہ درست ہے کہ جماعت سے باہر کے خاندانوں کے تعلقات ہمیں اچھے لگتے ہیں اور دنیوی لحاظ سے جتنا انکو ہم سے تعلق ہے اس سے کہیں زیادہ ہمارا ان کے ساتھ تعلق ہے لیکن اس کے یہ معنی نہیں کہ اللہ تعالےٰ کی اس نعمت میں رخنہ پڑے جو احمدیت اور احمدیت کی تربیت کے نتیجہ میں اللہ تعالےٰ نے ہمیں عطا کی ہے۔ یعنی اچھا امن پسند شہری ہونا اور مہذب اور حقوق اللہ اور حقوق العباد ادا کرنے والا مسلمان ہونا ہمیں ہر وقت چوکس رہ کر ان چیزوں کو اپنی نظر

کے سامنے رکھنے کی ضرورت ہے اس کے بغیر ہماری فضا مکدر ہو جاتی ہے۔

ربوہ کے متعلق نظارت امور عامہ کی رپورٹ مستقل حیثیت میں آنی چاہیئے اور آپس میں مشورہ کر کے نہیں آنی چاہیئے تاکہ میں کسی صحیح نتیجہ پر پہنچ سکوں۔ اگر آپس میں تضاد ہو تو پھر میں تحقیق کے ذریعہ کسی نتیجہ پر پہنچ سکتا ہوں۔

ہم نے اس شہر کو قادیان کی یاد میں آباد کیا ہے اور قادیان میں باوجود اس کے کہ وہاں ہندو سکھ اور دہریہ وغیرہ لوگ بھی رہتے تھے اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص فضل سے وہاں ایک خاص رنگ جماعتی ماحول میں پیدا کر دیا تھا۔ یہاں نہ ہندو ہیں اور نہ سکھ ہمارے رستہ میں کوئی روک نہیں لیکن پھر بھی

محبت الٰہی کا وہ رنگ

پوری طرح ہمیں نظر نہیں آتا جو قادیان میں نظر آتا تھا۔ اسکی ایک وجہ تو یہ ہے (اور یہ بڑا نمایاں وجہ ہے) کہ اس عرصہ میں ہزاروں کی تعداد میں جماعت میں نئے دوست شامل ہوئے ہیں۔ ان کے بچے ہمارے نقطۂ نگاہ سے زیادہ تربیت یافتہ نہ تھے۔ ان کے دل میں تربیت حاصل کرنے کا شوق پیدا ہوا اور وہ ربوہ میں آباد ہو گئے اور انہوں نے بچوں کو یہاں سکولوں میں داخل کر دیا۔ ان میں سے بعض بچے ہمارے ماحول کو خراب کرتے ہیں۔ بعض دفعہ یوں ہوتا ہے کہ دیہات سے چار پانچ بچے آجائیں تو جس محلہ میں وہ رہیں وہاں سے شکایتیں آنی شروع ہو جاتی ہیں کہ بچے گالیاں دیتے ہیں۔ باہر سے جو آدمی آئے اسے پس منظر کا پتہ نہیں ہوتا اس لئے وہ کہہ دیتا ہے کہ ربوہ میں تربیت کا کوئی انتظام نہیں ہے۔ میں فلاں جگہ سے گزر رہا تھا میں نے دیکھا دو تین بچے ایک دوسرے کو گالیاں دے رہے تھے۔ اس کو یہ پتہ نہیں ہوتا کہ یہ دو تین بچے ایسے نئے احمدی خاندانوں کے بچے ہیں جو ابھی مہینہ دو مہینہ ہوئے یہاں آباد ہوئے تھے لیکن صرف یہ کہہ دینا موجب تسلی نہیں کیونکہ اگر ہم نے ان کی تربیت نہ کی تو دو چار مہینے کے بعد

وہ ہماری فضا کو خراب کر دیں گے

اور یہاں کے رہنے والے بچوں کو بھی انہیں دیکھ کر گندی گالیاں دینے کی عادت پڑ جائے گی اور بجائے اس کے کہ وہ یہاں آکر تربیت حاصل کریں وہ ہمارے دوسرے بچوں کی تربیت بھی خراب کر دیں گے اس لئے ہمیں ہر وقت چوکنا اور چوکس رہنے کی ضرورت ہے۔

پھر نظارت اصلاح و ارشاد کا تربیت کا کام ہے ان کی طرف سے بھی رپورٹ آنی چاہیئے کہ اہل ربوہ قرآن کریم کی تلاوت کرتے ہیں، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیان کردہ تفسیر اور دوسرا اسلامی لٹریچر پڑھنے اور خطبات سننے کی طرف متوجہ ہیں۔ جہاں تک خطبات کا سوال ہے آج بھی اگر آپ مردم شماری کریں تو ایک حصہ افراد جماعت کا اس وقت یہاں موجود نہیں گو ان میں سے بعض ایسے بھی ہیں کہ ان کا عذر جائز ہے اور ان پر کوئی الزام نہیں آتا مگر بعض ایسے بھی ہیں جو محض سستی کی وجہ سے جمعہ کے لئے نہیں آئے ورنہ وہ آسکتے تھے اور جن کے کانوں میں خلیفۂ وقت کی آواز نہیں پہنچتی یا کم پہنچتی ہے وہ تربیتی امور کی طرف متوجہ ہی نہیں ہو سکتے۔ ہمارا کام ہے کہ کوشش کریں تا وہ لوگ جو خطبات سننے سے محروم ہو جاتے ہیں وہ بھی خطبات سُن لیا کریں۔

بہرحال اس ساری تفصیل کے بعد آج میں جس چیز کی طرف جماعت کو متوجہ کرنا چاہتا ہوں اور جس پر زور دینا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ

نماز باجماعت میں باقاعدگی پیدا کی جائے

اور اس کے لئے بشاشت پیدا کی جائے پھر مسجد کے ماحول سے محبت پیدا کرنا ضروری ہے اور اسکی طرف ساری جماعت کو انصار اللہ کو بھی خدام الاحمدیہ کو اور جماعت کی تنظیم کو بھی متوجہ ہونا چاہیئے، اور جماعتی تنظیم کا یعنی جو تنظیم یہاں مقامی طور پر قائم ہے فرض ہے کہ ہر پندرہ روز کے بعد مجھے ایک رپورٹ دیا کریں تا ہمیں ڈیڑھ مہینہ کا وقفہ سستی میں گزرنے کے بعد مجھے صرف مخلصین کی رپورٹوں سے ہی علم نہ ہو کہ کوئی سستی واقع ہو گئی ہے۔ بلکہ تنظیم کی طرف سے بھی اس کا علم ہو۔ جیسا کہ میں نے بتایا ہے یہاں رہنے والوں کی اکثریت مخلصین کی ہے اگر کوئی سستی پیدا ہو جائے تو شروع میں ہی اس سستی کو دور کیا جا سکتا ہے۔

دوسری بات میں

فضل عمر فاؤنڈیشن کے متعلق

کہنا چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ ایک پیارے کے احسانوں کے بندھنوں میں بندھے ہونے کی بناء پر اور اسکی حسین یاد میں ہم نے جماعت میں فضل عمر فاؤنڈیشن قائم کی تھی۔ اس کے لئے دوستوں نے رقوم کی ادائیگی کے لئے وعدے کئے اور رقوم ادا کرنی شروع کیں اور یہ فیصلہ ہوا کہ تین سال کے اندر اندر تمام وعدے پورے ہو جائیں تا وہ مقصد جلد پورا ہو جس کے حصول کے لئے ہم نے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یاد میں ان رقموں کو پیش کیا ہے۔ فضل عمر فاؤنڈیشن کیا کام کرے گی؟ انہوں نے بعض کام تجویز کئے ہیں جو وہ اپنے محدود دائرہ میں کریں گے۔ ان کے کام جماعت کے سامنے آتے رہتے ہیں۔ ایک تو وہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی یاد میں ایک لائبریری کی عمارت بنانا چاہتے ہیں اور انشاء اللہ اللہ توفیق دے گا تو صدر انجمن احمدیہ اس ظاہری جسم کو جو فضل عمر فاؤنڈیشن کی طرف سے تیار ہوگا۔ کتابوں، علوم کے خزانوں اور ان علوم کے خزانوں سے فائدہ اٹھانے والوں سے بھر دے گی، پھر اس میں روح بھی آجائے گی اور اس کا اچھا نتیجہ نکلے گا۔ پھر تحقیقی مضامین لکھوانا ہے اور ان کی اشاعت کا انتظام کرنا ہے۔ مجھے اس وقت ان کاموں کی تفصیل میں جانے کی ضرورت نہیں جس چیز کو میں اس وقت خاص طور پر آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ تین سال بس گزرا ہی چاہتے ہیں۔ ۳۰ جون کو وصولیوں کے کھاتے بند کر دیئے جائیں اور سوائے استثنائی حالات کے کسی کو یہ اجازت نہیں دی جائے گی کہ وہ کوئی رقم اس فنڈ میں دے کیونکہ اصل چیز روپیہ نہیں، اصل چیز لائبریری کی عمارت نہیں جو اینٹوں سیمنٹ اور لوہے سے تیار کی جائے گی۔ وہ تو کوئی ایسی یادگار نہیں

اصل یادگار یہ ہے

کہ اس روح کو زندہ رکھا جائے جو روح ہمیں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی زندگی میں نظر آتی تھی۔ ہمیں آپ کی زندگی میں یہ روح نظر آتی تھی کہ آپ نے اپنے دن رات اللہ کے نام کی عظمت کو قائم کرنے کے لئے اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ان احسانات کی اشاعت کے لئے گزارے جو آپ نے بنی نوع انسان پر کئے۔ آپ کا ہر لمحہ خدا اور اس کے رسولؐ کے لئے وقف تھا۔ اگر ہمیں آپ سے محبت ہے، اگر ہمیں آپ سے پیار کا تعلق ہے تو ہم میں سے ہر شخص اپنے نفس میں اور اپنی نسل میں یہ یادگار قائم کرے گا کہ ہمارے اوقات بھی خدا کی عظمت کو قائم کرنے کے جذبات سے معمور ہوں اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت اور احترام کے قیام کے لئے بھی ہمہ وقت کوشش اور جدوجہد سے بھرے ہوئے ہوں۔ ایک مومن کی اصل نشانی تو یہی ہے لیکن چونکہ یہ مادی اور ظاہری اسباب کی دنیا ہے اس میں ظاہری سامان بھی استعمال کئے جاتے ہیں اس لئے بعض ظاہری

علامات کے طور پر ہم نے بعض کام کرنے کا پروگرام بنایا ہے اور اس کے لئے ہم نے بہت سے وعدے اور عطایا لکھوائے ہیں۔ ان کی

ادائیگی ۳۰ جون سے پہلے ہو جانی چاہیئے

اب صرف قریباً ڈیڑھ ماہ باقی رہ گیا ہے۔ جن دوستوں نے ابھی تک اپنے وعدوں کی رقوم کو ادا نہیں کیا وہ اس طرف متوجہ ہوں کیونکہ ۳۰ جون کو جیسا کہ مَیں نے بتایا ہے سوائے استثنائی حالات کے وصولیوں کے کھاتے بند کر دیئے جائیں گے اور استثنائی حالات جیسا کہ آپ جانتے ہیں سَو دو سَو یا ہزار میں ایک آدھ فرد کے ہوتے ہیں۔ یہ وہم نہ رہے کہ کسی کی غفلت یا سُستی استثنائی حالات پیدا کر دے گی۔ غفلتیں اور سُستیاں استثنائی رعایتوں کا مستحق نہیں بنایا کرتیں۔ ہاں شاید وہ بعض افراد کو استثنائی سزاؤں کا مستحق بنا دیں۔ پس اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا چاہیئے اور خدا تعالیٰ کے اس حکم کے مطابق کہ تمہارے وعدہ کے متعلق تم سے جواب طلبی کی جائے گی۔ خدا سے ڈرتے ڈرتے اپنے وعدوں کی ادائیگی کی طرف توجہ دینی چاہیئے۔ جیسا کہ مَیں نے بتایا تھا اگر ایک شخص کے حالات حقیقتاً اس طرح بدل گئے ہیں کہ وہ اپنے وعدہ کو پُورا نہیں کر سکتا تو اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں بھی اس پر کوئی الزام نہیں اور ہمارے دلوں میں بھی اس کے خلاف کوئی شکوہ نہیں۔ لیکن جو لوگ سُستی کے پردوں کے پیچھے پناہ لینا چاہتے ہیں انہیں یاد رکھنا چاہیئے کہ سُستیوں کے پردے دُنیا کی آنکھ سے بعض چیزوں کو اوجھل کر دیں تو کر دیں خدا تعالیٰ کی ناراضگی سے نہیں بچا سکتے۔

تیسری بات مَیں یہ کہنا چاہتا ہوں

کہ انصار اللہ اور خدام الاحمدیہ زیادہ مستعدی سے اپنے پروگراموں کی طرف متوجہ ہوں اور بحیثیت مجلس اپنے اندر ایک فعّال زندگی پیدا کریں۔ ہر دو مجالس کا ایک حصّہ بڑا ہی اچھا کام کر رہا ہے اور قابلِ رشک ہے۔ اگر خدام الاحمدیہ ہیں تو وہ انصار اللہ کے لئے قابلِ رشک ہیں اور انصار اللہ ہیں تو جماعت کے لئے قابلِ رشک ہیں۔ خدا کے لئے فدا ہونے والی اور اپنے نفسوں اور اموال کو خدا کرنے والی زندگیاں ہیں جو وہ گزار رہے ہیں۔ لیکن بہت سے ایسے بھی ہیں جو دُنیا کے غلط اصول کے مطابق تینتیس فیصد کام کر کے کامیاب ہونے کی امید رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں گناہوں کی معافی کا وعدہ تو دیا ہے اس میں کوئی شک نہیں لیکن قرآنِ کریم میں ہی اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ وہ لوگ جن کی بدیاں اور جن کے گناہ ان کی نیکیوں اور اعمالِ صالحہ کا احاطہ کر لیں گے انہیں بہرحال جہنّم کی تکلیف میں سے گزرنا پڑے گا۔ اگر اللہ تعالیٰ معاف کرنا چاہے تو یہ اس کی شان اور قدرت ہے وہ اس کا بھی مظاہرہ کرتا ہے اور ہمارے دلوں میں اپنی محبّت اور عظمت کو اس طرح بھی قائم کرتا ہے۔ لیکن اس نے

ایک عام اصول یہ بنایا ہے

کہ اگر گناہ اور بدیاں نیکیوں اور اعمالِ صالحہ کو اپنے احاطہ میں لے لیں تو جہنّم کی تکلیف میں سے گزرنا پڑے گا۔ اگر آپ جیومیٹری کی ایک شکل کے ذریعہ اس احاطہ کو سمجھنے کی کوشش کریں تو جو دائرہ دوسرے کو اپنے اندر احاطہ کئے ہوئے ہے وہ قریباً ۵۵ فیصد بنتا ہے۔ پس اگر سَو میں سے ۴۵ نیکیاں ہوں اور ۵۵ بداعمالیاں ہوں تو بداعمالیوں کی سزا سے بچنے کا کوئی راستہ نہیں کیونکہ بداعمالیوں نے سارے راستے بند کر دئے۔ انہوں نے ایک ایسا چکّر ڈال لیا ہے کہ باہر نکلنے کا کوئی راستہ باقی نہیں رہا۔ لیکن اگر ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ نیکیاں پچاس فیصد سے زائد ہوں تو پھر اگر بدیاں احاطہ کرنے کی کوشش کریں تو وہ احاطہ کر نہیں سکیں گی۔ کیونکہ ایک دروازہ کُھلا رہ جاتا ہے اور وہ نجات کا دروازہ بن جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فضل کرتا ہے اور وہاں سے اپنے بندے کو اپنے احسان سے نکال لیتا ہے۔ اس گرفت سے اُسے چھڑا لیتا ہے جو اس کی بدیوں نے اس کے گرد احاطہ کر کے کی ہوئی ہوتی ہے۔ غرض اس دنیا کے غلط اصول کے مطابق تو ایک نوجوان تینتیس فیصد نمبر لے کر کامیاب ہو جاتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے جو قانون قرآنِ کریم میں وضع کیا ہے وہ یہ ہے کہ پاس ہونے کے لئے

کم از کم پچپن فیصد نمبروں کی ضرورت ہے

استثنائی صورت اس کے علاوہ ہے۔ خدا تعالیٰ کسی پر رحمت کرنا چاہے تو وہ اَور بات ہے۔ اس کی رحمت نے ہر چیز کا احاطہ کیا ہوا ہے۔ پس نیکیوں کا پلڑا بدیوں اور کوتاہیوں اور غفلتوں کے پلڑے پر غالب اور وزنی رہنا چاہیئے۔ نیکیوں کا دائرہ بدیوں کے دائرہ سے بڑا ہونا چاہیئے ورنہ نجات کی راہ عام اصول کے مطابق بند ہو جاتی ہے۔ خدا تعالیٰ کی خاص قدرتوں کی تجلّیات کا تو ذکر نہیں۔ اللہ تعالیٰ ویسے بھی فضل ہی کرتا ہے لیکن عام اصول کے مطابق اگر بدیاں اس طرح پھیلی ہوئی ہوں کہ باہر نکلنے کا راستہ تنگ ہو تو پھر نیکیوں کے باوجود انسان ہلاکت میں چلا جاتا ہے۔ نیکیوں کی توفیق بھی فضلِ الٰہی سے ہی ملتی ہے۔ اسی واسطے اسلام نے یہ کہا ہے کہ نجات خدا کے فضل کے ذریعہ ہی حاصل ہوتی ہے۔

خدام الاحمدیہ اور انصار اللہ

کو صرف اس بات سے خوش نہیں ہو جانا چاہیئے کہ انہوں نے ۳۰ فیصد یا ۴۰ فیصد نمبر لے لئے ہیں۔ خدمتِ بنی نوع انسان کی اس تنظیم کو تو سَو فیصد سے کم نمبروں پر خوش ہونا ہی نہیں چاہیئے۔ انسان چونکہ فطرتاً کمزور ہے اس لئے ہم دس پندرہ فیصدی کا چھوٹا سا مارجن (Margin) رکھ لیتے ہیں یعنی اگر پچاسی یا نوّے فیصد کامیابی نہ ہو تو وہ کوئی کامیابی نہیں ہے۔ ان دونوں تنظیموں کو یاد رکھنا چاہیئے کہ انصار اللہ کی تنظیم میں تربیت اور حصولِ قربِ الٰہی پر زور دیا گیا ہے اور خدام الاحمدیہ کے پروگرام میں خدمتِ بنی نوع انسان اور حصولِ قربِ الٰہی پر زیادہ زور ہے۔ اگر آپ سوچیں تو آپ اس نتیجہ پر پہنچیں کہ اگر یہ خدمت کی رُوح غائب ہو جائے تو انسانی اقدار قائم نہیں ہو سکتیں۔ اور اگر انسانی اقدار قائم نہ ہوں تو روحانی ترقیات کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ کیونکہ روحانی ترقیات کے لئے جتنی ہدایتیں اور شریعتیں نازل کی گئی ہیں وہ انسان پر نازل کی گئی ہیں وہ گدھے یا گھوڑے یا بیل یا دوسرے جانوروں پر نازل نہیں کی گئیں۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ شرعی تقاضوں کو پُورا کر کے روحانی رفعتوں کے حصول کے لئے یہ ضروری ہے کہ انسان میں انسانی اقدار قائم ہوں۔ اگر انسان انسانی اقدار کو قائم نہیں کرتا تو روحانی ارتقاء کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اور جب تک کسی سلسلہ میں یا کسی قوم میں یا بحیثیتِ مجموعی بنی نوع انسان میں روحِ خدمت نہ ہو اُس وقت تک اس سلسلہ یا اس قوم یا بحیثیت مجموعی بنی نوع انسان میں انسانی اقدار قائم نہیں ہو سکتیں۔

اگر ہم انسانی اقدار کو قائم کرنا چاہتے ہیں

تو ہمیں خدمت کی رُوح کو زندہ کرنا پڑے گا۔ اور اس خدمت کی زندہ روح کو لے کر کام کے میدان میں سرگرمِ عمل رہنا خدام الاحمدیہ کا ضروری پروگرام ہے۔ خدام الاحمدیہ اس نکتہ کو سمجھتے ہوئے اس کام میں لگ جائیں کیونکہ خدمتِ اسلام و احمدیت تقاضا کرتی ہے خدمتِ انسان کا۔ جو شخص انسان کی خدمت نہیں کرتا وہ احمدیت کی خدمت نہیں کرتا۔ احمدیت اور اسلام ایک ہی چیز ہیں اور اسلام نے بنی نوع انسان کی بحیثیت بنی نوع انسان خدمت کی ہے۔ وہ ایک مسلمان کو بلاتا ہے اور کہتا ہے تم نے انسان کی خدمت کرنی ہے۔ قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ایک دہریہ جو مجھ کو گالیاں دیتا ہے (تم نے اس کے حقوق کو بھی تلف نہیں کرنا) اس کے حقوق کی بھی تم نے حفاظت کرنی ہے۔ تب یہ امید ہو سکتی ہے کہ وہ کسی وقت اپنے پیدا کرنے والے ربّ کی طرف رجوع کرے۔ اگر تم اس کے حقوق تلف کرو گے تو وہ کونسی ایجنسی دُنیا میں دیکھے گا جو یہ ثابت کرے گی کہ پیدا کرنے والے رب کی ربوبیت سے کوئی انسان باہر نہیں۔

پس

خدام الاحمدیہ کا کام ہے انسان کی خدمت

اس کے بغیر نہ اسلام کی خدمت ہو سکتی ہے اور نہ خدا تعالیٰ کے احکامِ عبادت کے تقاضوں کو پورا کیا جا سکتا ہے۔ آپ اس خدمت کے جذبہ کو اس خدمت کی رُوح کو زندہ رکھ کر کام کریں اور دُنیا کو خدا کے نام پر اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے ماتحت اس بات کو تسلیم کرنے پر مجبور کریں کہ واقعی مسلمان بنی نوع انسان کا خادم ہوتا ہے۔ اگر آپ اسلام کے خادم ہونے کی حیثیت میں بنی نوع انسان کو یہ تسلیم کروا دیں کہ اسلام کا خادم بنی نوع انسان کا خادم ہے تب وہ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ان احسانوں کو سمجھنے لگیں گے جو واقعتہً آپؐ نے ان پر کئے ہیں اور جن کو وہ اس وقت سمجھتے نہیں اور جس کے بغیر محبّت اور پیار کا وہ تعلق قائم نہیں ہو سکتا جو بنی نوع انسان کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہونا چاہیئے پس خدام الاحمدیہ روحِ خدمت کے ماتحت اپنے پروگراموں پر عمل کریں اور انصار اللہ روحِ تربیت کو زندہ رکھتے ہوئے اپنے پروگرام پر عمل کریں۔

روحِ تربیت بھی روحِ خدمت ہی ہے

صرف اس کی شکل بدلی ہوئی ہے۔ اس لئے ہر دو تنظیمیں اس طرح بنی نوع انسان کی خدمت میں لگ جائیں اور لگی رہیں کہ اپنے نفسوں کا بھی خیال رکھیں، اپنے رشتہ داروں اور عزیز و اقارب کا بھی خیال رکھیں، پھر یہ دائرہ وسیع ہوتا چلا جائے یہاں تک کہ وہ تمام بنی نوع انسان کو اپنے اندر سمیٹ لے اور خدا کے نام پر اسلام کی اشاعت میں اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت بنی نوع انسان کے دل میں پیدا کرنے کے لئے ہر قسم کی قربانی دینے کو ہر وقت تیار رہیں۔ اللہ تعالےٰ ہم سب کو اپنی ذمّہ داریوں کے نبھانے کی توفیق عطا کرے۔ اہلِ ربوہ کو نماز با جماعت ادا کرنے کی توفیق عطا کرے اور ذمّہ دار دوستوں کو ان کی نگرانی کی توفیق عطا کرے۔ فضلِ عمر فاؤنڈیشن ہیں۔ جماعت کے دوستوں نے اللہ تعالیٰ کے فضل سے جو وعدے لکھوائے ہیں وہ ان کی ادائیگی کر دیں تا وہ بہترین جزا کے وارث بنیں۔ انصار اللہ اور خدام الاحمدیہ تکبّر اور ریا کے بغیر اپنے اپنے پروگرام اور دائرہ کے اندر بے نفس اور بے لوث خدمت کرنے والے ہوں کہ اللہ کی توفیق سے ہی سب نیکیوں کی توفیق عطا ہوتی ہے۔ اور اللہ کے فیصلوں سے ہی نیکیوں اور اعمالِ صالحہ کے نیک انجام نکلتے ہیں۔

محبوبِ حق شفیعِ اُمم خاتم الرُّسل

(محمد صدیق امرتسری ربوہ)

سردارِ سب رسولوں کے اے مصطفیٰ ہیں آپؐ — لاریب نورِ رحمتِ ربّ الوریٰ ہیں آپؐ

حسنِ ازل کے پرتوِ کامل ہیں بالیقیں — شمس الضحیٰ ہیں رونقِ ارض و سما ہیں آپؐ

محبوبِ حق شفیعِ اُمم، خاتم الرسل — سلطانِ کائنات ہیں ظلِّ خدا ہیں آپؐ

شاہی میں بھی فقیری ہی جنکو رہی پسند — وہ شاہِ جنّ و انس وہ خیر الوریٰ ہیں آپؐ

ثانی نہیں ہے کوئی بھی دنیا میں آپؐ کا — اک قلزمِ فیوض و عطاء و سخا ہیں آپؐ

ہر وصف بے مثال ہے ہر شان بے نظیر — فخرِ بشر ہیں نازشِ کل انبیاءؑ ہیں آپؐ

سب انبیاء ہیں آپ کے نور کے خوشہ چیں — تارے ہیں وہ فلک کے تو بدر الدجیٰ ہیں آپؐ

اقصیٰ میں سب نبی نے آپ کے پیچھے پڑھی نماز — وہ مقتدی ہیں آپ کے اور مقتدا ہیں آپؐ

محبوب ہیں اگرچہ خدا کے سبھی رسول — لیکن بطورِ خاص حبیبِ خدا ہیں آپؐ

نوروں سے جن کے ذرّے بھی آفتاب بن گئے — وہ مشعلِ ھدیٰ وہ سراجِ صفا ہیں آپؐ

انسان پہ سب سے بڑھ کے ہے احسان حق یہی — نوعِ بشر کے راہبر و پیشوا ہیں آپؐ

شاہوں کو جن کے در کی غلامی پہ ناز ہے — وہ تاجدار و سرورِ ہر دو سرا ہیں آپؐ

ہر بیکس و غریب کی ہے آپؐ پر نظر — بندہ نواز و محسنِ خلقِ خدا ہیں آپؐ

انسان ہر لحاظ سے ہونے کے باوجود — دونوں جہاں میں مظہرِ ذاتِ خدا ہیں آپؐ

اے آفتابِ حُسن خدارا نگاہِ مہر — ہر امتی کا بعد خدا آسرا ہیں آپؐ

بعد از خدا بزرگ توئی قصّہ مختصر — حق آشنا و حق صفت و حق نما ہیں آپؐ

زمیندار احباب لازمی چندہ جات کی ادائیگی کی طرف توجّہ فرمائیں۔ (ناظر بیت المال آمد)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بنی نوع سے بے نظیر محبت اور ہمدردی

رقم فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

فرماتا ہے لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَلَّا يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ اے محمد رسول اللہ یہ عظیم الشان کلام جو ہم نے تجھ پر نازل کیا ہے اسے لوگوں تک پہنچانے اور انہیں اس لازوال دولت سے متمتع کرنے کے لئے تیرے دل میں بنی نوع انسان کی ہدایت کی اتنی شدید تڑپ پائی جاتی ہے کہ شاید تو اپنی جان کو اسی غم میں ہلاک کر لے گا کہ کیوں یہ لوگ اس کتاب مبین پر ایمان نہیں لاتے جوان کی دنیوی اور اخروی بہبود کے لئے نازل کی گئی ہے اور جس میں ان کی تمام روحانی اور جسمانی ترقیات کے راز مضمر ہیں بَاخِعٌ کے معنے ہوتے ہیں اس طرح چھری پھیری کہ گردن کے پچھلے حصے تک پہنچ گئی گویا ذبح کرنے میں مبالغہ اور سختی سے کام لیا۔ ان معنوں کو مدنظر رکھتے ہوئے اس آیت میں یہ اشارہ کیا گیا ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو بنی نوع انسان سے اتنی شدید محبت تھی کہ وہ ان کے غم میں اپنے آپ کو ہلاک کر رہے تھے اور ان کے ہدایت نہ پانے کو اس طرح محسوس کر رہے تھے جس طرح جوش سے بھرا ہوا انسان آگے سے چھری پھیرنا شروع کرتا ہے تو گردن کے پچھلے حصہ تک کاٹ جاتا ہے۔ دنیا میں ابد تک ہزاروں انبیاء گذرے ہیں مگر بنی نوع انسان کی محبت کا یہ مقام رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے سوا اور کسی کو نصیب نہیں ہوا حقیقت یہ ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی جہاں ایک طرف عقل و خرد کی بہترین مثال ہے وہاں اس کے ذریعہ جذبات کا بھی نہایت پاکیزہ طور پر ظہور ہوا ہے اور یہ جذباتی تمثال حقیقتاً اس نہایت لطیف شعر کا مصداق ہے کہ ؎

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

دنیا میں خالی عقل نے کبھی زندگی نہیں پائی زندگی ہمیشہ عشق نے پائی ہے جذبات نے پائی ہے۔ دنیا میں بڑے بڑے فلاسفر اور عاشق گذرے ہیں لیکن جو حکومت عشاق نے لوگوں کے دلوں پر کی وہ فلاسفروں کو حاصل نہیں ہوئی جتنے دلوں پر عشق نے قبضہ کیا ہے عقل نے نہیں کیا مگر محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے صرف عقل کے میدان میں ہی اپنی برتری ثابت نہیں کی بلکہ جذبات کے میدان میں بھی وہ سب عاشقوں سے آگے بڑھ گئے۔ خدا تعالیٰ کے عشق کو جانے دو چونکہ وہ تمام لوگوں کی رسائی سے بالا ہوتا ہے۔ انسانی عشق کو لے لو۔ مجنوں لیلیٰ کا ایک عورت کا عاشق تھا۔ اس کا عشق باغرض تھا وہ اس سے متمتع ہونا چاہتا تھا۔ اس کے حسن سے فائدہ اٹھانا چاہتا تھا مگر اس کے مقابلہ میں محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا عشق ہر دنیا میں سے تھا وہ کسی فائدہ کی غرض سے نہ تھا تمتع کے خیال سے نہ تھا اور پھر وہ ایک دو سے نہیں دوستوں اور پیاروں سے نہیں حسینوں سے نہیں بلکہ سب سے تھا اور بدصورتوں سے اور بھی زیادہ تھا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَلَّا يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم! شاید تو اپنی جان کو ہلاک کر دے گا۔ ان خوبصورتوں کے لئے نہیں جنہوں نے ابو بکر اور عمر کی طرح ایمان لا کر اپنے چہروں کو منور کر لیا تھا بلکہ ان بدصورت اور بھونڈی شکل کے لوگوں کے لئے جنہیں دیکھکر گھن آتی تھی۔ جنہیں دیکھکر روحانی شخص کو متلی ہونے لگتی تھی جیسے عتبہ اور شیبہ اور ابوجہل وغیرہ تو ان کے عشق میں مرا جاتا تھا کہ کیوں ان کو فائدہ نہیں پہنچا سکتا۔ مجنوں کا عشق اس کے مقابلہ میں کیا ہے اس نے اس سے محبت کی جس کی شکل اسے پسند تھی لیکن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عشق ان لوگوں سے بھی تھا جن کی روحانی شکل آپ کو ناپسند تھی۔ پھر اس کا عشق کسی ایک سے نہیں ساری دنیا سے وابستہ تھا۔ صرف اس زمانہ کے لوگوں سے ہی نہیں بلکہ آئندہ زمانوں سے بھی جیسا کہ فرمایا وَاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صرف اپنے زمانہ کے لوگوں کو ہی فائدہ پہنچانا نہیں چاہتا بلکہ ان لوگوں کے لئے بھی جو ابھی پیدا نہیں ہوئے اپنے دامن فیض کو ممتد کرنا چاہتا ہے پس خود کر وجود باقی دنیا میں اس کا وجود ہی عظیم الشان ہے اس کے عشق کی انتہا ہی نہیں وہ اپنے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت کی آگ سلگاتا ہے پھر اس سے آسمانوں کی طرف پرواز کرتا ہے اور اس کی روح خدا کے آستانہ پر گر جاتی ہے اور اس کی محبت اللہ تعالیٰ کی محبت سے چنگاری لیتی ہے گویا محدود محبت غیر محدود محبت کو کھینچتی ہے اور پھر دنیا میں آتی ہے بعینہٖ اس طرح جس طرح مشرق سے نکل کر آفتاب کی شعاعیں روئے زمین پر پھیلنی شروع ہو جاتی ہیں اس کی محبت بھی پھیلتی ہے۔ مشرق و مغرب گورے اور کالے خوبصورت اور بدصورت سب کو اپنے دامن میں سمیٹ لیتی ہے۔ پھر وہ مکان کی حد بندیوں کو توڑتی ہوئی نکل جاتی ہے اور صدیوں کے بعد صدیاں گذرتی ہیں مگر وہ محبت ختم نہیں ہوتی اور نہ ہو گی۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس دنیا کی صف لپیٹ دے اور بنی نوع انسان کو دنیا سے اٹھا لے مگر محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت وقتی نہ تھی وہ آپ کی روح اور جسم کا ایک حصہ تھی جس کا پتہ اس سے لگتا ہے کہ جب آپ کی وفات کا وقت آیا تو آپ کی زبان پر یہ الفاظ تھے کہ لَعَنَ اللّٰهُ الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى اِتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِيَاۤئِهِمْ مَسَاجِدَ یعنی خدا یہود اور نصاریٰ پر لعنت کرے کہ انہوں نے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا گویا آپ کے دل میں تڑپ تھی کہ یہود اور نصاریٰ کیوں اپنے لئے جہنم خرید رہے ہیں اور پھر اپنے ماننے والوں کو تنبیہہ کی کہ وہ ایسا نہ کریں گویا سکرات موت کے وقت بھی آپ کے اندر مسلمانوں اور کفار دونوں کی محبت کا جلوہ تھا۔ ایک طرف یہود اور نصاریٰ کو شرک سے بچانے کا درد تھا دوسری طرف یہ درد تھا کہ یہی غلطی میرے ماننے والے بھی نہ کریں۔ غرض آپ کی ساری زندگی یہ ثابت کرتی ہے کہ آپ بنی نوع انسان کے ہر طبقہ کے لئے ہمدردی رکھتے تھے احادیث میں آتا ہے کہ پہلے زمانوں میں خدا تعالیٰ کا دین قبول کرنے والوں کے سروں پر آرے رکھکر انہیں چیر دیا جاتا تھا اور وہ اُف تک نہیں کرتے تھے لیکن محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر ایک سال نہیں دو سال نہیں تین سال نہیں دس سال نہیں متواتر وفات تک آرے چلتے رہے اور آپ نے اس قدر دکھ اٹھائے کہ زمین و آسمان کے خدا کو یہ کہنا پڑا کہ تو تو اس غم میں اپنے آپ کو ہلاک کر رہا ہے کہ یہ لوگ کیوں ایمان نہیں لاتے۔ عیسائی کہتے ہیں کہ مسیح نے ایک دفعہ صلیب پر چڑھ کر سب گناہگاروں کا کفارہ ادا کر دیا تھا مگر مسیح کو تو ساری عمر میں صرف وہی ایک واقعہ پیش آیا لیکن محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اپنی زندگی کے ہر لمحہ میں لوگوں کے لئے صلیب پر چڑھے اور آپ نے ان کے لئے ہزاروں نہیں لاکھوں موتیں قبول کیں یہی وجہ ہے کہ وہ الفاظ جو اس جگہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق استعمال کئے گئے ہیں نہ نوح کے متعلق استعمال کئے گئے ہیں نہ ابراہیم کے متعلق استعمال کئے گئے ہیں نہ موسیٰ کے متعلق استعمال کئے گئے ہیں نہ داؤد اور سلیمان کے متعلق استعمال کئے گئے ہیں نہ عیسیٰ کے متعلق استعمال کئے گئے ہیں صرف محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق استعمال کئے گئے ہیں کیونکہ دنیا کی اصلاح اور ان کی ہدایت کا جو غم آپ کو تھا وہ دنیا میں اور کسی نبی کو نہیں تھا۔ چنانچہ جب ہم رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے واقعات کو دیکھتے ہیں تو ہمیں یہ دعویٰ ایک حقیقت بن کر نظر آتا ہے اور ہمیں قدم قدم پر ایسے واقعات دکھائی دیتے ہیں جو آپ کی اس عظیم الشان محبت اور شفقت کا ثبوت ہیں جو آپ کو بنی نوع انسان سے تھی۔

(تفسیر کبیر جلد ہفتم حصہ دوم)

زکوٰۃ کی ادائیگی اموال
کو بڑھاتی
اور تزکیۂ نفوس کرتی ھے

کامل انسان ــــ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

محمدؐ ہی نام اور محمدؐ ہی کام
عَلَیْکَ الصَّلٰوۃُ عَلَیْکَ السَّلَام

(رقم فرمودہ حضرت سیّدہ اُمِّ متین مریم صدیقہ صاحبہ مدظلہا العالی)

کامل انسان جس کی سیرت کا ہر پہلو ہر لحاظ سے کامل اور رہتی دُنیا تک کے لئے نمونہ ہے وہ صرف ایک ہی گزرا ہے جس کا نام تھا محمد صلے اللہ علیہ وسلم۔

آپؐ کا صرف نام ہی محمدؐ نہ تھا بلکہ آپؐ نے اپنی محبتِ الٰہی۔ اچھے اخلاقِ فاضلہ مخلوقِ الٰہی پر شفقت۔ انسانیت کی عظیم الشان اصلاح اور دُنیا سے شرک کو نیست و نابود کرنے کے ذریعہ ثابت کر دیا کہ آپؐ کا کام بھی محمودؐ تھا۔

بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں:۔

"آپؐ کا نام اسی لئے محمدؐ ہے کہ اس کے معنے ہیں نہایت تعریف کیا گیا۔ محمدؐ وہ ہوتا ہے جس کی زمین و آسمان پر تعریف ہوتی ہے۔ بہت سے لوگ ایسے ہیں کہ دُنیا کے لوگوں نے ان کو نہایت حقارت کی نگاہ سے دیکھا۔ انہیں ذلیل سمجھا اور بخیال خویش ذلیل کیا لیکن آسمان پر ان کی عزت و تعریف ہوتی ہے۔ وہ خدا تعالیٰ کے حضور راستباز ہوتے ہیں۔ اور بعض ایسے ہوتے ہیں کہ دنیا ان کی تعریف کرتی ہے ہر طرف سے واہ واہ ہوتی ہے مگر آسمان ان پر لعنت کرتا ہے۔ خدا اور اس کے فرشتے اور مقرب اس پر لعنت بھیجتے ہیں تعریف نہیں کرتے۔ مگر ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم زمین و آسمان دونوں جگہ میں تعریف کئے گئے۔ اور یہ فخر اور فضل آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہی کو ملا ہے۔"

(ملفوظات جلد ۳ صہ ۸۳)

کامل انسان میں کیا خوبیاں ہونی چاہئیں

ایک کامل انسان کے لئے ضروری ہے کہ وہ بحیثیت حُسنِ ظاہری و باطنی کامل درجہ رکھتا ہو۔ ایک انسان اعلےٰ درجہ کے اخلاق بھی رکھتا ہو لیکن اس کا حسن ظاہری اور اس کی قوّت جذب اگر طبائع پر اثر انداز نہ ہوتی ہو تو اسے کامل انسان نہیں کہا جا سکتا۔ ایک کامل انسان میں مندرجہ ذیل باتوں کا پایا جانا ضروری ہے

جسمانی حسن۔ حسب و نسب۔ عقل۔ اخلاقِ فاضلہ۔ قوتِ جذب۔ علم اور وہ تعلیم جو اس نے دُنیا کو دی۔ اللہ تعالےٰ کے ساتھ کامل محبت۔ مخلوقِ الٰہی پر کامل شفقت۔ اس کے تمام حالاتِ زندگی محفوظ ہوں۔ کوئی پہلو تاریکی میں نہ ہو روزِ روشن کی طرح اس کی زندگی کے واقعات دنیا کے سامنے ہوں۔ ہر قسم کے اخلاق کے اظہار کا اسے موقع بھی ملا ہو۔ ہر قسم کی زندگی گزارنے کا موقع ملا ہو۔ تنگی کی بھی کشائش کی بھی۔ امن کی بھی اور جنگ کی بھی۔ غیر شادی شدہ بھی اور ازدواجی بھی۔ ہر معاملہ کے متعلق مکمل طور پر واضح ہدایات دی ہوں۔ جو ہدایات دیں اس کو اپنے عمل سے کر کے بھی دکھا دیں۔ اس کی کامیابی عارضی نہ ہو بلکہ اس کا سلسلہ برکات جاری رہے۔

تمام خوبیوں کا جامع وجود

اگر ان سب امور کو مدِّنظر رکھ کر غور کیا جائے تو روئے ہستی پر صرف اور صرف ایک ہی انسان ہے جو ہر پہلو سے کامل ہے اور وہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا وجود تھا جو صرف اپنے زمانہ کے انسانوں کے مقابلہ میں ہی کامل انسان قرار نہیں دیا گیا بلکہ جب سے انسان پیدا ہؤا اور جب تک پیدا ہوتا رہے گا یہی ایک کامل وجود ہے جس کو ہر شعبۂ زندگی میں بطور نمونہ پیش کیا جا سکتا ہے اور جاتا رہے گا۔

حقیقت تو یہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا وجود اللہ تعالیٰ کا بہت ہی بڑا انعام اور احسان ہے جس کے لئے خدا تعالےٰ کا جتنا بھی شکر ادا کیا جائے کم ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"یہ محض اللہ تعالیٰ کا احسان اور فضل ہے پیغمبرِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے عظیم الشان احسان فرمایا۔ اگر آپؐ کا وجود باجود دُنیا میں نہ آتا تو رام رام کہنے والوں کی طرح بہت سے جھوٹے اور بیہودہ اینٹ پتھر وغیرہ معبود بنائے جاتے۔ اللہ تعالیٰ کا بے انتہا شکر ہے کہ نبی معصوم صلے اللہ علیہ وسلم آیا اور بُت پرستوں سے اس نے نجات دی یہی وہ راز ہے کہ یہ درجہ صرف اور صرف رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو اُن احسانوں کے معاوضہ میں ملا کہ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا۔" (ملفوظات جلد ۲ صہ ۱۷۱)

کمالِ انسانیت کا پہلا معیار ــ حسن ظاہری

کمالِ انسانیت کا پہلا معیار حسن ظاہری ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات جہاں کمالاتِ باطنی کے لحاظ سے اعلیٰ درجہ رکھتی ہے وہاں ظاہری حسن کے لحاظ سے بھی کمال کا درجہ رکھتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو حسن و احسان میں اپنا مظہر بنایا اور ظاہری حسن بھی ایسا عطا فرمایا جو دیکھنے والے کی آنکھوں کو خیرہ کر دینے والا تھا۔ ظاہری حسن کے معیاروں کے لحاظ سے آپ ایک بے انتہا حسین اور وجیہہ انسان تھے جس کا اعتراف نہ صرف آپؐ کے صحابہ کرامؓ بلکہ دشمنوں تک نے کیا ہے۔ احادیث میں آتا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم میانہ قد۔ موزوں اندام۔ سُرخ و سفید رنگ۔ چوڑی پیشانی۔ صراحی دار گردن جو چاندی کی طرح شفاف تھی۔ سر بڑا۔ سینہ کشادہ۔ آنکھیں سیاہ۔ پسینہ میں خوشبو۔ جلد نہایت ملائم رکھتے تھے۔ چہرۂ مبارک یوں چمکتا تھا جیسے چودھویں کا چاند ہو۔ نظریں نیم وا رکھتے تھے۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ مَیں نے دیبا اور حریر بھی آپؐ کی جلد سے نرم نہیں دیکھے مشک اور عنبر میں بھی آپؐ کے بدن سے زیادہ خوشبو نہ تھی۔ جہاں سے آپؐ نکل کر تشریف لے جاتے وہ جگہ معطر ہو جاتی حضرت براءؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ مَیں نے کوئی شخص آپؐ سے زیادہ خوبصورت نہیں دیکھا۔ عبد اللہ بن سلام یہودی نے جب پہلی بار آپؐ کو دیکھا تو بے اختیار اس کے مُنہ سے نکلا "خدا کی قسم یہ جھوٹے کا چہرہ نہیں ہے" احادیث میں آیا ہے کہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آئینہ دیکھ کر یوں دعا فرمایا کرتے تھے۔ اَللّٰھُمَّ کَمَا اَحْسَنْتَ خَلْقِیْ فَاَحْسِنْ خُلُقِیْ۔ کہ اے خدا جس طرح ظاہری حسن تُو نے مجھے عطا فرمایا ہے اسی طرح حسن سیرت بھی کمال درجہ کا عطا فرما۔

آپؐ کی گفتگو نہایت شیریں اور دل میں گھر کر جانیوالی۔ ٹھہر ٹھہر کر کلام فرماتے۔ ہر ملنے والے کو سلام کرنے میں پہل فرماتے۔ حضرت حسن بن علیؓ کا بیان ہے کہ مَیں نے اپنے ماموں ہند بن ہالہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی گفتگو کے انداز کے بارہ میں پوچھا تو انہوں نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ یوں نظر آتے جیسے کسی گہری سوچ میں ہوں اور کسی خیال کی وجہ سے کچھ بے آرام سے ہو رہے ہوں۔ آپؐ دیر تک چُپ رہتے بلا ضرورت بات نہ کرتے۔ جب بات کرتے تو پوری وضاحت فرماتے۔ آپؐ کی گفتگو مختصر لیکن فصیح و بلیغ۔ پُر حکمت اور جامع

> روئے ہستی پر صرف اور صرف ایک ہی انسان ہے جو ہر پہلو سے کامل ہے اور وہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا وجود تھا جو صرف اپنے زمانہ کے انسانوں کے مقابلہ میں ہی کامل انسان قرار نہیں دیا گیا بلکہ جب سے انسان پیدا ہؤا اور جب تک پیدا ہوتا رہے گا یہی ایک کامل وجود ہے جس کو ہر شعبۂ زندگی میں بطور نمونہ پیش کیا جا سکتا ہے اور جاتا رہے گا۔

مضامین پر مشتمل اور زائد باتوں سے خالی ہوتی لیکن اس میں کوئی ابہام نہ ہوتا۔"

آپؐ کبھی کسی کی تحقیر و توہین نہ فرماتے کسی ناپسندیدہ بات کو دیکھتے تو منہ پھیر لیتے۔ آپؐ کی زیادہ سے زیادہ ہنسی تبسم کی حد تک ہوتی۔ ہنسی کے وقت آپؐ کے دندانِ مبارک ایسے نظر آتے جیسے بادل سے گرنے والے سفید سفید اولے ہوتے ہیں

حضرت ابو سعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ آپؐ کا رہن سہن بڑا صاف ستھرا تھا بشاشت سے پیش آتے۔ تبسم آپؐ کے چہرہ مبارک پر جھلکتا رہتا۔ خدا کے خوف سے فکر مند رہتے لیکن ترش روئی اور خشکی نام کو نہ تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی شان میں فرماتے ہیں:۔

یَا بَدْرَنَا یَا اٰیَۃَ الرَّحْمٰنِ
اَھْدَی الْھُدَاۃِ وَاَشْجَعَ الشُّجْعَانِ
اِنِّیْ اَرٰی فِیْ وَجْھِکَ الْمُتَھَلِّلِ
شَاْنًا یَّفُوْقُ شَمَائِلَ الْاِنْسَانِ

ترجمہ:۔ اے ہمارے چودھویں کے چاند اور اے رحمان خدا کے نشان۔ اے سب ہادیوں سے بڑے ہادی اور سب بہادروں سے زیادہ بہادر میں تیرے مسرور و فرحاں و درخشاں چہرہ میں ایک ایسی شان دیکھ رہا ہوں جو انسانی شمائل سے بڑھ چڑھ کر ہے۔

اعلیٰ نسب

اعلیٰ نسب بھی انسان کے لئے ایک بڑا حسن ہے۔ آپؐ کے نسب کے متعلق کچھ کہنا سورج کو چراغ دکھانا ہے۔ زمین و آسمان آپؐ کی خاطر پیدا کئے گئے۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا: لَوْلَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ۔ ابراہیم علیہ السلام جیسا مقدس وجود آپؐ کا جدِّ امجد۔ نسلِ اسمٰعیلؑ میں سے سب سے معزز قوم قریش میں سے۔ پھر قریش میں سب سے معزز قبیلہ اور سردار عبد المطلب کے پوتے۔ آپ کی پیدائش حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا کے نتیجہ کے طور پر۔ حضرت موسیٰؑ کا اللہ تعالےٰ نے آپؐ کو مثیل قرار دیا۔ تمام انبیاء آپؐ کے آنے کے متعلق اپنی اپنی امتوں کو بشارت دیتے اور تیار کرتے چلے آئے۔ خود آپؐ نے اپنے متعلق فرمایا اَنَا سَیِّدُ وُلْدِ اٰدَمَ۔ حضرت داؤدؑ کے زبور میں آپؐ کے متعلق آتا ہے کہ تُو حسن میں بنی آدم سے کہیں زیادہ ہے تیرے لبوں میں نعمت بنائی گئی ہے اس لئے خدا نے تجھ کو ابد تک مبارک کیا۔ اے پہلوان تُو جاہ و جلال سے اپنی تلوار حائل کر کے اپنی ران پر لٹکا۔ امانت اور حلم اور عدالت پر اپنی بزرگواری اور اقبال مندی سے سوار ہو کر تیرا داہنا ہاتھ تجھے ہیبت ناک کام دکھائے گا۔ اے خدا تیرا تخت ابدالآباد ہے تیری سلطنت کا عصا راستی کا عصا ہے۔ تُو نے صدق سے دوستی اور شر سے دشمنی کی ہے اس لئے خدا نے جو تیرا خدا ہے خوشی کے روغن سے تیرے مصاحبوں سے زیادہ تجھے معطّر کیا ہے۔ اسی طرح اور کئی انبیاء کی کتابوں میں شانِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کو ظاہر کیا گیا ہے۔ آپ خود تو محمدؐ تھے ہی مگر دوسرے انبیاء کو بھی آپؐ کے ذریعہ عزت ملی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :۔

"دُنیا میں کروڑہا ایسے پاک فطرت گذرے ہیں اور آگے بھی ہوں گے لیکن ہم نے سب سے بہتر اور سب سے اعلیٰ اور سب سے خوب تر اُس مردِ خدا کو پایا ہے جس کا نام ہے محمد صلے اللہ علیہ وسلم اِنَّ اللّٰہَ وَ مَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا۔۔۔۔ ان قوموں کے بزرگوں کا ذکر تو جانے دو جن کا حال قرآنِ شریف میں تفصیل سے بیان نہیں کیا گیا صرف ہم ان نبیوں کی نسبت اپنی رائے ظاہر کرتے ہیں جن کا ذکر قرآنِ شریف میں ہے جیسے حضرت موسیٰؑ۔ حضرت داؤدؑ۔ حضرت عیسیٰ علیہم السلام اور دوسرے انبیاء۔ سو ہم خدا کی قسم کھا کر کہتے ہیں کہ اگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم دنیا میں نہ آتے اور قرآنِ شریف نازل نہ ہوتا اور وہ برکات ہم بچشم خود نہ دیکھتے جو ہم نے دیکھ لئے تو ان تمام گزشتہ انبیاء کا صدق ہم پر مشتبہ رہ جاتا۔ کیونکہ صرف قصوں سے کوئی حقیقت حاصل نہیں ہو سکتی۔ اور ممکن ہے کہ وہ قصّے صحیح نہ ہوں اور ممکن ہے کہ وہ تمام معجزات جو ان کی طرف منسوب کئے گئے ہیں وہ سب مبالغات ہوں کیونکہ اب ان کا نام و نشان نہیں۔ بلکہ ان گزشتہ کتابوں سے تو خدا کا پتہ بھی نہیں لگتا اور یقیناً نہیں سمجھ سکتے کہ خدا بھی انسان سے ہم کلام ہوتا ہے لیکن آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ظہور سے یہ سب قصّے حقیقت کے رنگ میں آگئے۔ اب نہ ہم قال کے طور پر بلکہ حال کے طور پر اس بات کو خوب سمجھتے ہیں کہ مکالمہ الٰہیہ کیا چیز ہوتا ہے اور خدا کے نشان کس طرح ظاہر ہوتے ہیں اور کس طرح دعائیں قبول ہو جاتی ہیں۔ اور سب کچھ ہم نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے پایا اور جو کچھ قصوں کے طور پر غیر قومیں بیان کرتی ہیں وہ سب کچھ ہم نے دیکھ لیا۔ پس ہم نے ایک ایسے نبی کا دامن پکڑا ہے جو خدا نما ہے۔ کسی نے یہ شعر بہت ہی اچھا کہا ہے ؎

محمدؐ عربی بادشاہِ ہر دو سرا
کرے ہے روح قدس جسکے در کی دربانی
اسے خدا تو نہیں کہہ سکوں یہ کہتا ہوں
کہ اس کے مرتبہ دانی میں ہے خدا دانی"

(چشمۂ معرفت)

اعلیٰ درجہ کی عقل

حسن اور حسب و نسب کے ساتھ اگر عقل کا کمال حاصل نہ ہو تو حسنِ ظاہری بھی ماند پڑ جاتا ہے۔ اللہ تعالےٰ نے آپؐ کو وہ اعلیٰ درجہ کی عقل اور سمجھ بوجھ عطا فرمائی جس کی مثال کسی اور نبی میں نہیں پائی جاتی۔ آپؐ میں وہ عظیم الشان طاقتیں اور قوتیں رکھی گئیں تھیں جن کے نتیجہ کے طور پر آپؐ سے اعلیٰ ترین اخلاق و اوصاف کا اظہار ہوا۔ اور جس کے نتیجہ میں وہ اعلیٰ درجہ کی کامیابی آپؐ کو نصیب ہوئی جو کسی اور نبی کے حصہ میں نہیں آئی۔ اللہ تعالےٰ نے آپؐ میں وہ ساری قوتیں اور طاقتیں رکھ دیں جنہوں نے آپؐ کو محمدؐ بنا دیا اسی لئے تو آپؐ نے دعویٰ فرمایا اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا۔ ایک انسان کی تربیت کرنی کتنی مشکل ہوتی ہے۔ آپؐ کا دعویٰ صرف ایک قوم کی اصلاح کا نہ تھا آپؐ کا دعویٰ تھا کہ میں ساری دنیا کی اصلاح کے لئے بھیجا گیا ہوں۔ ہر قوم کی اصلاح میرے ذمہ ہے اور ہر انسان کے لئے میں بطور نمونہ ہوں۔ کتنا بڑا کام تھا اور کتنا بڑا انقلاب آپ کے ذریعہ رونما ہوا۔ مختلف طبائع۔ مختلف ممالک۔ مختلف بولی اور مختلف خیالات کے لوگوں کو ایک ہی تعلیم کے ذریعہ با اخلاق اور پھر با خدا انسان بنا دینا کوئی معمولی کرشمہ نہیں۔ اللہ تعالےٰ کی معرفت کی باریک راہیں دکھانا ان پر چلانا بلکہ ان راستوں کا عامل بنا دینا کوئی معمولی بات نہیں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں ؎

کہتے ہیں یورپ کے ناداں یہ نبی کامل نہیں
وحشیوں میں دیں کو پھیلانا یہ کیا مشکل تھا کار
پر بنانا آدمی وحشی کو ہے اِک معجزہ
معنیِ رازِ نبوّت ہے اسی میں آشکار
نُور لائے آسماں سے خود بھی وہ اِک نُور تھے
قومِ وحشی میں اگر پیدا ہوئے کیا جائے عار

اور پھر جو دعوےٰ کیا تھا اس دعویٰ کی کامیابی اپنی زندگی میں ہی دیکھ لی۔ غرض کوئی نبی سوائے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے محمدؐ نام کا مستحق نہ ہو سکا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"غرض جہاں تک غور کرتے جاؤ یہ پتہ ملے گا کہ کوئی نبی اس مبارک نام کا مستحق نہ تھا۔ یہاں تک کہ ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا زمانہ آگیا۔ اور وہ ایک خارستان تھا جس میں نبی کریمؐ نے قدم رکھا اور ظلمت کی انتہا ہو چکی تھی۔ میرا مذہب یہ ہے کہ اگر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو الگ کیا جاتا اور کل نبی جو اس وقت تک گزر چکے تھے سب کے سب اکٹھے ہو کر وہ کام اور وہ اصلاح کرنا چاہتے جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کی ہرگز نہ کر سکتے۔ ان میں وہ دل وہ قوت نہ تھی جو ہمارے نبیؐ کو ملی تھی۔ اگر کوئی کہے کہ یہ نبیوں کی معاذ اللہ سوء ادبی ہے تو وہ نادان مجھ پر افترا کرے گا۔ میں نبیوں کی عزّت اور حرمت کرنا اپنے ایمان کا جزو سمجھتا ہوں لیکن نبی کریمؐ کی فضیلت کُل انبیاء پر میرے ایمان کا جزوِ اعظم ہے اور میرے رگ و ریشہ میں ملی ہوئی بات ہے۔ یہ میرے اختیار میں نہیں کہ اس کو نکال دوں۔ بدنصیب اور آنکھ نہ رکھنے والا مخالف جو چاہے کہے ہمارے نبی کریم صلعم نے وہ کام کیا جو نہ الگ الگ اور نہ مل مل کر کسی اور سے ہو سکتا تھا اور یہ اللہ تعالےٰ کا فضل ہے۔ ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ۔" (ملفوظات جلد ۲ صفحہ ۱۷۴)

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ہر انسان کو اسکے مناسبِ حال ہدایات دیں اور یہ سب سے بڑا ثبوت آپؐ کی کمالِ عقل کا ہے مختلف ضروریات کو پورا کرنے کے لئے مناسب اور موزوں انسانوں کا انتخاب فرمایا۔ یہودیوں اور منافقین کی کارروائیوں کا قلع قمع کرنے کے لئے بروقت تجاویز اختیار فرمائیں جنگوں میں اللہ تعالےٰ کے فضل کے ساتھ آپؐ کی دُور اندیشی اور عقل کا بھی دخل تھا۔ جہاں نقصان پہنچا وہاں آپؐ کے حکم کی نافرمانی کی وجہ سے پہنچا مثلاً اُحد کی جنگ میں آپؐ کی ہدایت تھی کہ خواہ کچھ بھی ہو درّہ نہیں چھوڑنا باوجود اس واضح ہدایت کے وہاں پر مقرر شدہ لوگ سمجھے کہ یہ حکم صرف فتح کی ضرورت میں تھا انہوں نے درّہ خالی چھوڑ دیا اور دشمن نے پسپا ہونے کے بعد جب وہ طرف خالی نظر آئی تو لوٹ کر حملہ کر دیا جس کی وجہ سے خود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس کو بھی تکلیف پہنچی اور مسلمانوں کو بھی۔

صلح حدیبیہ میں تمام لوگ آپؐ کی رائے کے خلاف تھے۔ ہر شخص نے درخت کے نیچے جان دے دینے پر بیعت کی تھی وہ دب کر صلح کر لینا اسلام کیلئے

"ہر ایک مدح و ثنا جو کسی مومن کے الہامات میں کی جائے وہ حقیقی طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح ہوتی ہے۔ اور وہ مومن بقدر اپنی متابعت کے اس مدح سے حصہ حاصل کرتا ہے اور وہ بھی محض خدائے تعالیٰ کے لطف اور احسان سے نہ کسی اپنی لیاقت اور خوبی سے۔"

(حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

مضرّت رساں سمجھتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آئندہ اسلام کے غلبہ اور ترقی کے پیشِ نظر باوجود تمام صحابہؓ کی مخالفت کے صلح نامہ منظور فرمالیا لیکن آئندہ کے واقعات نے ثابت کر دیا کہ اسلام کی فتح کا آغاز وہی عہد نامہ تھا جس کے ذریعہ مذہبی آزادی فریقین کو ملی۔ اور اسلام اس واقعہ کے بعد ایک سیلابِ عظیم کی طرح پھیلنا شروع ہو گیا۔

غرض کیا بلحاظ جسمانی حسن اور کیا بلحاظ عقل کے کمال کے آپؐ ایک کامل انسان تھے۔ آپؐ کے عاشق اور روحانی فرزند حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آپؐ کے مقام اور شان کو کیا ہی پیارے الفاظ میں بیان فرمایا ہے:۔

"وہ اعلیٰ درجہ کا نُور جو انسان کو دیا گیا یعنی انسانِ کامل کو وہ ملائکہ میں نہیں تھا وہ نجوم میں نہیں تھا قمر میں نہیں تھا آفتاب میں نہیں تھا وہ زمین کے سمندروں اور دریاؤں میں بھی نہیں تھا وہ لعل و یاقوت اور زمرد اور الماس اور موتی میں نہیں تھا۔ غرض وہ کسی چیز ارضی و سماوی میں نہیں تھا صرف انسان میں تھا یعنی انسانِ کامل میں جس کا اتم اور اکمل اور اعلیٰ اور ارفع فرد ہمارے سیّد و مولیٰ سیّد الانبیاء سیّد الاحیاء محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم ہیں سو وہ نُور اس انسان کو دیا گیا"۔

اعلیٰ ترین اخلاق

کمال انسانیت کا چوتھا معیار آپؐ کے اعلیٰ ترین اخلاق ہیں۔ آپؐ کے اخلاق کے متعلق خود باری تعالیٰ نے گواہی دی کہ اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ۔ اور دنیا کے ہر انسان کو ارشاد فرمایا لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ۔ ترقی چاہتے ہو تو اس کامل انسان کے اسوہ کو اپنا ؤ اسکے رنگ میں رنگین ہو تب تم بھی اللہ تعالیٰ کی صفات کے مظہر بن سکتے ہو خود آپؐ نے دعویٰ فرمایا کہ بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ مَکَارِمَ الْاَخْلَاقِ یعنی میری بعثت کی اغراض میں سے ایک غرض یہ بھی ہے کہ دنیا سے جو اخلاق معدوم ہو چکے تھے جن کو اپنا کر انسان اللہ تعالیٰ کی صفات کا مظہر بن سکتا ہے وہ پھر سے دنیا میں رائج ہوں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی بے ساختہ گواہی تاریخِ اسلام میں سونے کے حروف سے لکھے جانے کے قابل ہے جو آپؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق دی کہ کَلَّا وَاللّٰہِ لَا یُخْزِیْکَ اللّٰہُ اَبَدًا اِنَّکَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ وَتَحْمِلُ الْکَلَّ وَتَکْسِبُ الْمَعْدُوْمَ وَتَقْرِی الضَّیْفَ وَتُعِیْنُ عَلٰی نَوَائِبِ الْحَقِّ۔ کہ اللہ تعالےٰ آپؐ کو کبھی ضائع نہیں فرمائے گا کیونکہ آپؐ رشتہ داروں کے ساتھ حسنِ سلوک کرتے ہیں۔ ناداروں کے بوجھ اُٹھاتے ہیں۔ وہ اخلاق اور نیکیاں جو دنیا سے ناپید ہو چکی تھیں اب دوبارہ ان کا ظہور صرف آپؐ کی ہستی کے ذریعہ دنیا میں ہو رہا ہے۔ آپؐ مہمان نواز ہیں اور حق کی خاطر ہر مصیبت کو برداشت کرتے ہوئے دردمندوں کے درد اور دُکھ دُور کرتے ہیں۔ غور سے دیکھا جائے تو دنیا کی ہر خوبی اور اخلاقیات کا ہر شعبہ اس کے اندر آجاتا ہے۔ اور کوئی خوبی نہیں جو اس تعریف سے باہر رہ جاتی ہو۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ آپؐ کے قول و فعل میں کوئی تضاد نہ تھا کَانَ خُلُقُہُ الْقُرْاٰنَ۔ اپنے عمل اور اپنے اخلاق سے آپؐ نے قرآن مجید کی عملی تفسیر دنیا کے سامنے پیش کی۔ دنیا کو عمل کر کے بتا دیا کہ قرآن کا ہر حکم تمہاری ترقی اور ہدایت کے لئے ہے اور ہر حکم پر عمل کرنا ممکن ہے۔ میرا نمونہ دیکھ لو جس طرح مَیں نے عمل کیا تم بھی کر سکتے ہو۔ ساری قوم نے متفقہ طور پر آپؐ کے متعلق گواہی دی کہ آپؐ صادق اور امین تھے۔ قرآن مجید نے کیسا زبردست چیلنج ساری دنیا کو دیا جو آج تک قائم ہے اور ہمیشہ قائم رہے گا اور وہ چیلنج ان الفاظ میں تھا فَقَدْ لَبِثْتُ فِیْکُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِہٖ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ۔ اس کامل انسان کے دعوےٰ سے قبل کی زندگی میں کوئی عیب خرابی نقص نکال کر دکھا دو۔ آج تک آپؐ کا بڑے سے بڑا دشمن بھی آپؐ کے اخلاق پر کوئی دھبہ لگانے میں کامیاب نہ ہو سکا۔ آپؐ کے اخلاق عملی تفسیر تھے قرآنِ مجید کی۔ ان کو تفصیل سے بیان کرنا میری طاقت کیا کسی انسان کی طاقت نہیں۔ ایک ایک خلق پر کتابیں لکھی جا سکتی ہیں آپؐ نے دونوں قسم کے زمانے پائے۔ تنگی کا بھی غلبہ کا بھی۔ مغلوبیت کا بھی اور حکومت کا بھی۔ غربت کا بھی ثروت کا بھی۔ عفت۔ صدق۔ امانت۔ صبر۔ قناعت۔ استقلال۔ شجاعت۔ سخاوت۔ عفو۔ ایثار۔ پابندی عہد۔ حلم۔ صلہ رحمی۔ مروّت۔ ہمدردی۔ چشم پوشی۔ ان سب ہی اخلاق کا آپؐ کی طرف سے کمال مظاہرہ ہوا۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ۔

آپؐ انتہائی دلیر اور بہادر تھے۔ جنگ میں سب سے خطرناک جگہ پر آپؐ ہوتے تھے۔ یہ نہیں کہ سپاہی آگے لڑ رہے ہوں اور آپؐ پیچھے بیٹھے ہوں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ لڑائی میں سب سے خطرناک مقام پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہوتے تھے اور دشمن کی سخت یورش کے وقت ہم آپؐ کی پناہ لیا کرتے تھے۔

اعلیٰ اخلاق کی درخشندہ مثالیں

ایک غزوہ میں اکیلے سوئے ہوئے تھے دشمن کا سردار قریب پہنچ کر تلوار سونت لیتا ہے اور پوچھتا ہے کہ بتائیں اب اس وقت کون آپؐ کو بچا سکتا ہے؟ آپؐ کے مُنہ سے بے ساختہ یہ الفاظ نکلتے ہیں "اللہ" دشمن پر اس قدر ہیبت طاری ہوتی ہے کہ تلوار ہاتھ سے گر جاتی ہے۔

عفو اور رحم کا جو مظاہرہ اپنے دشمنوں کے لئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کی مثال ساری دنیا کی تاریخ میں نہیں ملتی۔ اللہ تعالےٰ نے آپؐ کو رؤوف رحیم کا خطاب دیا تھا۔ رحمۃٌ للعالمین بنا کر بھیجا تھا۔ آپؐ کا وجود آپؐ کے دشمنوں کے لئے بھی رحمت ثابت ہوا کون سی تکلیف تھی جو آپؐ کو نہ دی گئی۔ کونسا وار تھا جو آپؐ پر نہ کیا گیا ہو۔ ہر طریق سے آپؐ کو ستایا گیا اور ایذاء دی گئی۔ آپؐ کے راستے میں کانٹے بچھائے گئے۔ آپؐ پر پتھر پھینکے گئے لیکن آپؐ کے دل سے اپنے دشمنوں کے لئے بھی کبھی بددعا نہ نکلی۔ طائف کے سفر میں جو آپؐ کے ساتھ سلوک کیا گیا اسلامی تاریخ کا واقف ہر شخص اس واقعہ کو جانتا ہے۔ لوگوں نے اتنے پتھر پھینکے کہ آپؐ کو ہوش نہ رہی کدھر جا رہے ہیں۔ اللہ تعالےٰ کی طرف سے ارشاد ہوا کہ اگر آپؐ چاہیں تو طائف کے رہنے والوں پر عذاب اسی وقت نازل کیا جائے۔ آپؐ نے فرمایا نہیں مجھے امید ہے کہ ان کی نسل سے ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو ایک خدا کی عبادت کرنے والے ہوں گے احد کے میدان میں جب آپؐ زخمی ہوئے تو بار بار یہی دعا دہنِ مبارک سے نکلتی تھی کہ اے خدا میری قوم کو بخش دے یہ نادانی سے میرے خلاف لڑ رہے ہیں۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ۔

اسی مضمون کو تفصیل سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام بیان فرماتے ہیں:۔

"خدا تعالےٰ نے ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے سوانح کو دو حصوں پر منقسم کر دیا۔ ایک حصہ دُکھوں اور مصیبتوں اور تکلیفوں کا اور دوسرا حصہ فتحیابی کا تا مصیبتوں کے وقت وہ خُلق ظاہر ہوں جو مصیبتوں کے وقت ظاہر ہوا کرتے ہیں۔ اور فتح اور اقتدار کے وقت میں وہ خُلق ثابت ہوں جو بغیر اقتدار کے ثابت نہیں ہوتے۔ سو ایسا ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں قسم کے اخلاق دونوں زمانوں اور دونوں حالتوں کے وارد ہونے سے کمال وضاحت سے ثابت ہو گئے چنانچہ وہ مصیبتوں کا زمانہ جو ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر تیرہ برس تک مکّہ معظمہ میں شاملِ حال رہا۔ اس زمانہ کی سوانح پڑھنے سے نہایت واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے وہ اخلاق جو مصیبتوں کے وقت کامل راستباز کو دکھلانے چاہئیں یعنی خدا پر توکّل رکھنا اور جزع فزع سے کنارہ کرنا اور اپنے کام میں سُست نہ ہونا اور کسی کے رُعب سے نہ ڈرنا ایسے طور پر دکھلائے جو کفار ایسی استقامت دیکھ کر ایمان لائے اور شہادت دی کہ جب تک کسی کا پورا بھروسہ خدا پر نہ ہو تو اس استقامت اور اس طور سے دُکھوں کی برداشت نہیں کر سکتا۔

اور پھر جب دوسرا زمانہ آیا یعنی فتح اور اقتدار اور ثروت کا زمانہ تو اس زمانہ میں بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اعلےٰ اخلاق عفو اور سخاوت اور شجاعت کے ایسے کمال کے ساتھ صادر ہوئے جو ایک گروہِ کثیر کفّار کا انہی اخلاق کو دیکھ کر ایمان لایا۔ دُکھ دینے والوں کو بخشا اور شہر سے نکالنے والوں کو امن دیا ان کے محتاجوں کو مال سے مالا مال کر دیا۔ اور قابو پا کر اپنے بڑے سے بڑے دشمنوں کو بخش دیا۔ چنانچہ بہت سے لوگوں نے آپؐ کے اخلاق کو دیکھ کر گواہی دی کہ جب تک خدا کی طرف سے اور حقیقۃً راستباز نہ ہو یہ اخلاق ہرگز نہیں دکھلا سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ آپؐ کے دشمنوں کے پُرانے کینے یک لخت دُور ہو گئے آپؐ کا بھاری خلق جس کو آپؐ نے ثابت کر کے دکھلا دیا وہ خلق تھا جو قرآنِ شریف میں ذکر کر کے فرمایا گیا ہے۔ اور وہ یہ ہے

قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ
وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ
رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

یعنی ان کو کہہ دے کہ میری عبادت اور میری قربانی اور میرا مرنا اور میرا جینا خدا کی راہ میں ہے یعنی اس کا جلال ظاہر کرنے کے لئے اور نیز اس کے بندوں کو آرام دینے کے لئے ہے تا میرے مرنے سے ان کو زندگی حاصل ہو"۔ (اسلامی اصول کی فلاسفی)

غرض آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو ہر قسم کے اخلاق کے اظہار کا موقع بھی ملا جو دوسرے انبیاء کو نہیں ملے۔

کمال درجہ کی قوتِ قدسیہ

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے کمال کا ایک حصہ یہ بھی ہے کہ آپؐ کو اللہ تعالےٰ نے کمال درجہ کی قوتِ قدسیہ عطا فرمائی تھی اور آپؐ میں خدا تعالیٰ نے اعلیٰ درجہ کا جذب رکھا تھا جس طرح دیوانہ وار دل آپؐ کی طرف کھنچے ہیں اس کی مثال کسی نبی کے حالاتِ زندگی میں نظر نہیں آتی حضرت

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں اور قرآنِ شریف خاتم الکتب اب کوئی اَور کلمہ یا کوئی اَور نماز نہیں ہو سکتی جو کچھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا کر کے دکھایا۔ اور جو کچھ قرآن شریف میں ہے اس کو چھوڑ کر نجات نہیں مل سکتی جو اس کو چھوڑے گا وہ جہنّم میں جاوے گا۔ یہ ہمارا مذہب اور عقیدہ ہے۔"

(حضرت مسیح موعود علیہ السّلام)

موسیٰ علیہ السلام کے ساتھیوں نے آپ کا ساتھ دینے سے انکار کر دیا اور صاف صاف کہہ دیا کہ آپ اور آپ کا رب لڑتے پھریں ہم تو یہیں رہیں گے حضرت عیسیٰ کے ساتھیوں نے بے وفائی کی اور آپ کو پکڑوا دیا۔ لیکن جو نمونہ قربانی۔ وفاداری اور جانثاری کا اصحاب محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے دکھایا ویسا نمونہ دنیا کی کوئی تاریخ نہیں پیش کر سکتی۔

جنگِ بدر کے موقعہ پر جب آپؐ نے انصار سے مشورہ لیا تو انہوں نے کہا یا رسول اللہ ہم موسیٰؑ کے ساتھیوں کی طرح آپؐ کو یہ نہیں کہیں گے اِذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا اِنَّا هٰهُنَا قَاعِدُوْنَ۔ ہم آپؐ کے دائیں بھی لڑیں گے اور بائیں بھی لڑیں گے اور آگے بھی لڑیں گے اور پیچھے بھی لڑیں گے اور یا رسول اللہ دشمن آپؐ تک نہیں پہنچ سکتا جب تک وہ ہماری لاشوں پر سے گزرتا ہوا نہ جائے۔ اور یا رسول اللہ جنگ تو معمولی چیز ہے یہاں سے تھوڑی دور سمندر ہے آپ ہمیں حکم دیں کہ سمندر میں اپنے گھوڑے ڈال دو ہم بے دریغ ڈال دیں گے۔

شراب عربوں کی گھٹی میں پڑی ہوئی تھی پانی کی طرح پیتے تھے جس دن آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اعلان فرمایا کہ آج سے شراب حرام کی جاتی ہے تمام مٹکے توڑ دئے گئے۔ شراب پانی کی طرح مدینہ کی گلیوں میں بہتی پھرتی تھی۔ ایک آواز اٹھنے کے بعد پتہ بھی نہ لگا کہ شراب کہاں غائب ہو گئی۔ دنیا کے کسی لیڈر کسی مذہبی راہنما کی آواز میں یہ اثر اور جذب نہیں دیکھا گیا۔ یہ جذب اللہ تعالےٰ نے صرف اور صرف آپؐ کو ہی عطا فرمایا تھا کہ آپؐ کی قوتِ قدسیہ کے نتیجہ میں عرب کے جاہل اجڈ اور مشرک لوگ نہایت ہی قلیل عرصہ میں با اخلاق با خدا انسان بن گئے۔

بہترین تعلیم

ذاتی علم اور جو تعلیم آپؐ نے دنیا کو دی اس کے لحاظ سے بھی آپؐ ہی کامل انسان ہیں۔ علم انسانیت کی بہترین دولت ہے۔ آپؐ اُمّی تھے۔ اللہ تعالیٰ آپؐ کا استاد بنا اور دنیاوی روحانی ہر قسم کے علوم خود اللہ تعالےٰ نے آپؐ کو سکھائے جیسا کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے

اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ
الَّذِيْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ
عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ
يَعْلَمْ۔

اسی طرح فرمایا۔

عَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ
وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ
عَظِيْمًا۔

یعنی خدا تعالےٰ نے آپؐ کو وہ علوم عطا کئے جو آپؐ خود نہیں سیکھ سکتے تھے۔ اور خدا تعالےٰ کا یہ فضل سب سے زیادہ آپؐ پر ہوا۔

اس کے باوجود آپؐ میں علم کی اتنی پیاس تھی کہ ساری عمر رَبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا کی دعا مانگتے رہے۔ علم کا ایک خزانہ ایک بحرِ بے پایاں قرآنِ مجید کی صورت میں آپؐ کو عطا فرمایا گیا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی احادیث پڑھیں تو ایک خزانہ علوم کا ان کے اندر مخفی ہے۔ دنیا کا کوئی مسئلہ نہیں جس کو آپؐ نے نہ سمجھایا ہو۔ اللہ تعالےٰ نے آپؐ کو جَوَامِعُ الْكَلِمِ عطا فرمائے۔ ایک ایک فقرے میں علوم کی منزلیں طے کر دی ہیں اور ہزاروں اُلجھنوں کو سلجھا دیا ہے۔ زندگی کا کوئی چھوٹے سے چھوٹا شعبہ بھی نہیں جس کے متعلق آپؐ نے کامل ہدایات نہ دی ہوں حقیقت تو یہ ہے کہ دنیا میں جتنے بھی علوم جاری ہیں سب ہی کا سرچشمہ آپؐ کے اقوال یا افعال تھے۔ آئندہ کے متعلق عظیم الشان پیشگوئیاں فرمائیں جو اب تک پوری ہوتی چلی جا رہی ہیں اور آئندہ بھی ہوں گی۔

جو شریعت قرآنِ مجید کی صورت میں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمائی اس کے متعلق خود فرمایا اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ۔ کسی نبی کو کامل شریعت نہیں ملی۔ ہر نبی کی شریعت اس کے مخصوص زمانہ کے لئے تھی۔ کسی میں سختی زیادہ تھی تو کسی میں نرمی حد سے زیادہ۔ کامل شریعت جس میں ہر انسان کے قویٰ اور ہر زمانہ کی ضروریات کا لحاظ رکھا گیا ہے۔ وہ اسلامی شریعت ہی ہے۔ قرآن کی تعلیم مکمل ہے مدلل ہے۔ آسان ہے اور عالمگیر ہے۔ آسان ہونے کے متعلق اللہ نے خود فرمایا تھا وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ۔ ہم نے قرآن کو پڑھنے اور عمل کرنے کے لحاظ سے بہت آسان بنایا ہے۔ اسلام کی تعلیم نہ بائبل کی طرح سخت ہے کہ دانت کے بدلہ دانت نکالا جائے اور آنکھ کے بدلہ آنکھ۔ اور نہ انجیل کی طرح بظاہر خوشنما الفاظ کہ کوئی ایک گال پر تھپڑ مارے تو دوسرا گال بھی سامنے کر دو۔ لیکن ناممکن العمل۔ اسلام کی تعلیم وسطی تعلیم ہے اس میں نہ افراط ہے نہ تفریط۔ اسلام کی تعلیم عالمگیر ہے جیسا کہ فرمایا اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا میں سب کے لئے ہوں۔ شمال جنوب مشرق مغرب سب دنیا کے لئے ہر قوم کی ہدایت اب مجھ سے وابستہ ہے۔ قرآن کریم اپنے ہر دعوے کی دلیل خود دیتا ہے یہ تمام خصوصیات صرف قرآنِ کریم میں ہی پائی جاتی ہیں اور تمام شریعتیں مکمل نہیں کسی نہ کسی پہلو سے ان میں نقص پایا جاتا ہے۔ وہ صرف وقتی شریعتیں تھیں اور اپنے زمانہ کے ساتھ مخصوص تھیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"قرآن شریف میں جس قدر باریک صداقتیں علم دین کی اور علومِ دقیقہ الٰہیات کے اور براہین قاطعہ اصول حقہ کے مع دیگر اسرار اور معارف کے مندرج ہیں اگرچہ وہ تمام فی حدِّ ذاتہا ایسے ہیں کہ قوائے بشریہ ان کو بحیثیتِ مجموعی دریافت کرنے سے عاجز ہیں اور کسی عاقل کی عقل ان کے دریافت کرنے کے لئے بطور خود سبقت نہیں کر سکتی کیونکہ پہلے زمانوں پر نظر استقرائی ڈالنے سے ثابت ہو گیا ہے کہ کوئی حکیم یا فیلسوف ان علوم و معارف کا دریافت کرنے والا نہیں گذرا لیکن اس جگہ عجیب در عجیب اور بات ہے یعنی یہ کہ وہ علوم اور معارف ایک ایسے اُمّی کو عطا کئے گئے کہ جو لکھنے پڑھنے سے ناآشنا محض تھا جس نے عمر بھر کسی مکتب کی شکل نہیں دیکھی تھی اور نہ کسی کتاب کا کوئی حرف پڑھا تھا اور نہ کسی اہلِ علم یا حکیم کی صحبت میسر آئی تھی بلکہ تمام عمر جنگلوں یا وحشیوں میں سکونت رہی انہی میں پرورش پائی اور انہی میں پیدا ہوئے اور انہی کے ساتھ اختلاط رہا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا اُمّی اور اَن پڑھ ہونا ایک ایسا بدیہی امر ہے کہ کوئی تاریخ دان اسلام کا اس سے بے خبر نہیں۔"

(براہین احمدیہ)

کامل تعلق باللہ

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا تعلق جب اپنے رب سے دیکھتے ہیں تو اس میں بھی حد درجہ کمال نظر آتا ہے آپؐ کو اللہ تعالےٰ سے اس درجہ محبت تھی اور آپؐ خدا تعالےٰ کے عشق میں یوں فنا ہو چکے تھے کہ لوگوں نے کہنا شروع کر دیا تھا کہ محمدؐ اپنے رب کے عشق میں دیوانہ ہو گیا ہے۔ انتہائی محبت کے باوجود اور اس عظیم الشان مقام پر ہوتے ہوئے جو اللہ تعالےٰ نے آپؐ کو عطا فرمایا آپؐ کو اپنی بشریت اور عبودیت کا ہر وقت احساس رہتا تھا۔ دن میں ستر دفعہ بلکہ اس سے بھی زیادہ آپؐ استغفار فرمایا کرتے تھے۔ اٹھتے بیٹھتے لیٹتے سوتے جاگتے کھاتے پیتے چلتے پھرتے اللہ تعالےٰ کا نام زبان پر رہتا۔ اس کی غنا سے ڈرتے رہتے خشیت الٰہی کا یہ حال تھا کہ آپؐ فرماتے ہیں خدا کی قسم میں نہیں جانتا۔ باوجود اس کے کہ میں خدا کا رسول ہوں میرے ساتھ کیا معاملہ ہو گا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جو دعائیں مانگا کرتے تھے ان کے الفاظ پر غور کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ کس طرح ہر بُرائی اور گناہ سے آپؐ پناہ مانگتے رہتے تھے۔ عذاب قبر سے دجال کے فتنہ سے۔ گناہ سے۔ قرضہ سے سستی اور کاہلی سے۔ غرض ہر بُرائی سے آپؐ نے پناہ طلب کی ہے۔ جنگِ تبوک میں جب آپؐ اکیلے رہ جانے کے باوجود دشمنوں کے تیروں سے محفوظ رہے تو اس خیال سے کہ صحابہ یہ نہ سمجھ لیں کہ آپؐ کوئی مافوق البشر ہستی ہیں بار بار آپؐ بلند آواز سے پڑھتے تھے

اَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبْ
اَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ

مجھ سے خدائی صفات نہ منسوب کر دینا میں خدا کا نبی بے شک ہوں مگر ایک انسان ہوں جو عبد المطلب کا بیٹا ہے کلمہ توحید کے ساتھ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ

"ہمارا اس بات پر ایمان ہے کہ ادنیٰ درجہ صراطِ مستقیم کا بھی بغیر اتباع ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہرگز انسان کو حاصل نہیں ہو سکتا چہ جائیکہ راہِ راست کے اعلیٰ مدارج بجز اقتداء اس امام الرسل کے حاصل ہو سکیں کوئی مرتبہ شرف و کمال کا اور کوئی مقام عزّت اور قرب کا بجز سچّی اور کامل متابعت اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم ہرگز حاصل کر ہی نہیں سکتے۔"

(حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

وَرَسُوْلُہٗ کہلوایا کہ اللہ تعالیٰ کی توحید پر حقیقی ایمان آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کا عبد ماننے اور آپؐ کی رسالت کے اقرار کے ساتھ ہی ہو سکتا ہے۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ۔

مخلوقِ خدا پر شفقت

اللہ تعالیٰ کی مخلوق پر جو شفقت آپؐ نے فرمائی یہ اپنی ذات میں اتنا لمبا مضمون ہے کہ چند صفحات یا چند فقرات میں کچھ کہنا دریا کو کوزہ میں بند کرنا ہے۔ مرد۔ عورت۔ بوڑھا بچہ۔ امیر غریب۔ دوست دشمن۔ جانور ہر ایک نے آپؐ کی رحمت سے حصہ پایا۔ آپؐ کا دل ہر انسان کے لئے محبت وشفقت کے جذبات سے اتنا پُر تھا کہ خالقِ حقیقی نے فرما دیا لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَلَّا يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ کہ اس فکر میں کہ یہ لوگ ایمان کیوں نہیں لاتے آپ اپنے آپکو ہلاک ہی نہ کرلیں۔ ہر گرے ہوئے انسان کو اُٹھایا۔ اسے با اخلاق بنایا۔ پھر اس کا تعلق اس کے رب سے قائم کیا۔ بڑے چھوٹے کا امتیاز اُڑا دیا۔ ہر انسان کو اس کے حقوق دلوائے والدین کے اولاد کے عورتوں کے مسافروں کے پڑوسیوں کے اور یتیموں کے حقوق کی نشان دہی فرمائی اور عملاً ہر ایک سے حسن سلوک کرکے دکھا دیا۔ عورت کو تو وہ بلند مقام عطا فرمایا کہ فرما دیا کہ عورت کے قدموں تلے جنت ہے۔ غرضیکہ ہر انسان کے حقوق مقرر فرما کر اس کا معاشرہ میں مقام مقرر فرمایا حقیقت تو یہ ہے کہ آپؐ کی تعلیم پر عمل کرکے ہی انسان اشرف المخلوقات کہلایا اور آپؐ کی تعلیم نے ہی انسانیت کو چار چاند لگائے۔

عدیم النظیر کامیابی

کسی نبی کو وہ کامیابی نصیب نہیں ہوئی جو آپؐ کو ہوئی۔ جب آپؐ نے دعویٰ فرمایا ساری قوم آپؐ کی مخالف تھی مگر ایک قلیل عرصہ میں سارا عرب آپؐ کے سامنے سرنگوں ہو گیا۔ آپؐ کے دشمن یا مارے گئے یا ایمان لے آئے۔ اور جس مقصد کو لے کر آپؐ کھڑے ہوئے تھے اس کی تکمیل آپؐ کی زندگی میں ہی ہو گئی۔ شرک سے تمام عرب پاک ہو گیا اور توحید کے علمبردار آپؐ کی زندگی میں ہی عرب کے چاروں کونوں بلکہ عرب سے باہر کی دنیا میں بھی پھیلنے لگ گئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"دُنیا کا حقیقی نور وہی تھا جس نے دُنیا کو تاریکی میں پاکر فی الواقع وہ روشنی عطا کی کہ اندھیری رات کو دن بنا دیا۔ اس کے پہلے دنیا کیا تھی اور پھر اس کے آنے کے بعد کیا ہوئی؟ یہ ایک ایسا سوال نہیں ہے جس کے جواب میں دقت ہو۔ اگر ہم بے ایمانی کی راہ اختیار نہ کریں تو ہمارا کانشنس ضرور اس بات کو منوانے کے لئے ہمارا دامن پکڑے گا کہ اس جنابِ عالیؐ سے پہلے خدا کی عظمت کو ہر ایک ملک کے لوگ بھول گئے تھے اور اس سچے معبود کی عظمت اوتاروں اور پتھروں اور ستاروں اور درختوں اور حیوانوں اور فانی انسانوں کو دی گئی تھی اور ذلیل مخلوق کو اس ذوالجلال وقدوس کی جگہ پر بٹھایا تھا اور یہ ایک سچا فیصلہ ہے کہ اگر یہ انسان اور حیوان اور درخت اور ستارے درحقیقت خدا ہی تھے جن میں سے یسوع بھی تھا تو پھر اس رسول کی کچھ ضرورت نہ تھی۔ لیکن اگر یہ چیزیں خدا نہیں تھیں تو وہ دعوےٰ ایک عظیم الشان روشنی اپنے ساتھ رکھتا ہے جو حضرت سیدنا محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے مکّہ کے پہاڑ پر کیا تھا۔ وہ کیا دعوےٰ تھا؟ وہ یہی تھا کہ آپؐ نے فرمایا کہ خدا نے دنیا کو شرک کی سخت تاریکی میں پاکر اس تاریکی کو مٹانے کے لئے مجھے بھیج دیا۔ یہ صرف دعویٰ نہ تھا بلکہ اس رسولِ مقبولؐ نے اس دعوےٰ کو پورا کرکے دکھلا دیا۔ اگر کسی نبی کی فضیلت اس کے ان کاموں سے ثابت ہو سکتی ہے جن سے بنی نوع کی سچی ہمدردی سب نبیوں سے بڑھ کر ظاہر ہو تو اے سب لوگو! اُٹھو اور گواہی دو کہ اس صفت میں محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی دنیا میں کوئی نظیر نہیں۔"

(تبلیغ رسالت جلد ششم ص۹)

آپؐ کی کامیابی وقتی نہ تھی بلکہ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو مستقل کامیابی عطا فرمائی۔ اسلام دنیا کے کونہ کونہ میں پھیلا۔ جو قومیں اسلام نہیں لائیں انہوں نے بھی اسلامی اصولوں پر عمل کرکے ترقی حاصل کی۔ اسلام کے مسائل کو اپنایا اور اپنائی جا رہی ہیں۔ اور اس نتیجہ پر پہنچنے پر مجبور ہیں کہ طلاق۔ خلع۔ شراب کا ترک کرنا۔ مرد عورتوں کے الگ الگ دائرہ عمل۔ عورتوں کو ورثہ دینا۔ حلال وحرام کی تمیز کے متعلق جو قرآن نے تعلیم دی ہے ان پر عمل کئے بغیر چارہ نہیں حقیقی معاشرہ قائم ہونا مشکل ہے ایسا معاشرہ جو برائیوں سے پاک وصاف ہو اور با امن ہو۔

ایک اور اہم پہلو

سب سے بڑی کامیابی یا فضیلت جو محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہے وہ یہ ہے کہ چودہ سَو سال سے خطۂ زمین کے ہر کونے سے ہزاروں نہیں لاکھوں بلکہ کروڑوں انسان دن میں کئی کئی بار آپؐ پر درود وسلام بھیجتے ہیں۔ جو انسان دعا کے اثر اور اس کی برکات کو تسلیم کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی ہستی پر ایمان رکھتا ہے وہ یہ بھی ماننے پر مجبور ہو گا کہ صرف اور صرف آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ہی ایک ایسا وجود ہے جس کے لئے چودہ سَو سال سے اتنی کثرت سے درود بھیجا جا رہا ہے اور جس کے نتیجہ میں آپؐ پر اللہ تعالیٰ کی خاص رحمتوں اور برکات کی بارش ہو رہی ہے۔

آپؐ کی برکات وفیوض ہمیشہ جاری ہیں

پھر انتہائی فضیلت آپؐ کو یہ عطا فرمائی گئی کہ آپؐ کا فیض اور برکات کا چشمہ اللہ تعالیٰ نے جاری رکھا۔ آپؐ کو خاتم النبیینؐ کا لقب عطا فرمایا گیا۔ آپؐ کا روحانی حسن جاودانی ہے۔ محبتِ الٰہی کے حصول کے لئے اللہ تعالیٰ نے اطاعت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی شرط لگا دی۔ جو شخص جتنا جتنا آپؐ کی اطاعت کرے گا آپؐ سے محبت رکھے گا۔ آپؐ کے رنگ میں رنگین ہونے کی کوشش کرے گا اتنا ہی بارگاہِ الٰہی میں مقبول ہو گا۔ گزشتہ تمام انبیاء کی شریعتوں کی صف لپیٹ دی گئی اب صرف ایک شریعت ہے اور ایک ہی زندہ نبی ہے اور تا قیامت اسکی برکات زندہ رہیں گی۔ اور وہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔ آپؐ کی بعثت کے بعد سے آج تک کسی اَور نبی کے متبع نے یہ دعوےٰ نہیں کیا کہ مجھے اپنے نبی کے فیض سے الہام کا شرف حاصل ہوا۔ یہ فیض آپؐ کے بعد صرف آپؐ سے ہی مخصوص ہو گیا ہے۔ آپؐ کے نور سے سینکڑوں شمعیں جلیں اور آخر وہ بدرِ کامل طلوع ہوا جس نے فرمایا ؎

مصطفےٰ پر تیرا بے حد ہو سلام اور رحمت
اس سے یہ نور لیا بارِ خدایا ہم نے

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

"خدا اُس شخص سے پیار کرتا ہے جو اس کی کتاب قرآن شریف کو اپنا دستور العمل قرار دیتا ہے اور اس کے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو درحقیقت خاتم الانبیاء سمجھتا ہے اور اس کے فیض کا اپنے تئیں محتاج جانتا ہے پس ایسا شخص خدا کی جناب میں پیارا ہو جاتا ہے۔ اور خدا کا پیار یہ ہے کہ اس کو اپنی طرف کھینچتا ہے اور اس کو اپنے مکالمہ مخاطبہ سے مشرف کرتا ہے اور اس کی حمایت میں اپنے نشان ظاہر کرتا ہے۔"

(حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"صراطِ مستقیم فقط دینِ اسلام ہے اور اب آسمان کے نیچے فقط ایک ہی نبیؐ اور ایک ہی کتاب ہے یعنی محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم جو اعلیٰ اور افضل سب نبیوں سے اور اتم اور اکمل سب رسولوں سے اور خاتم الانبیاء اور خیر الناس ہیں جن کی پیروی سے خدا ملتا ہے اور ظلماتی پردے اُٹھتے ہیں اور اس جہان میں سچی نجات کے آثار نمایاں ہوتے ہیں۔"

(براہینِ احمدیہ)

تریاقِ اٹھرا۔ اٹھرا کے علاج کیلئے کورس ۱۵/ روپے نورِ نظر اولادِ نرینہ کیلئے کورس ۲۵/ روپے خورشید یونانی دواخانہ رجسٹرڈ ربوہ فون نمبر ۳۰

چندہ برائے اعزہ و اقارب درویشاں

ماہ شہادت میں چندہ برائے اعزہ و اقارب درویشاں بھجوانے والے بہن بھائیوں کے نام شکریہ کے ساتھ شائع کئے جاتے ہیں۔ خدا تعالیٰ چندہ دہندگان کو اپنے فضلوں سے نوازے۔ دینی دنیاوی ترقیات عطا فرمائے اور ہر رنگ میں ان کا حامی و ناصر رہے۔ آمین۔ (ناظر خدمت درویشاں)

۱	مکرم بشیر احمد صاحب مندرانی۔ ڈیرہ غازی خاں	۵ —۰۰
۲	مکرمہ امۃ النصیر خلیل احمد صاحب ربوہ	۵ —۰۰
۳	مکرم ایم خلیل احمد صاحب ربوہ	۵ —۰۰
۴	مکرم حمید احمد صاحب اختر ربوہ	۱ —۰۰
۵	مکرم چوہدری محمد شجاعت علی صاحب ربوہ	۳ —۰۰
۶	مکرم چوہدری محمد شجاعت علی صاحب ربوہ	۲ —۰۰
۷	مکرم کیپٹن عبدالواحد صاحب سمن آباد لاہور	۱۲۰ —۰۰
۸	مکرم مولوی نور الحق صاحب انور ربوہ	۲ —۰۰
۹	مکرم صاحبزادہ طاہر احمد لطیف صاحب کینیڈا	۲۵ —۰۰
۱۰	مکرم ماسٹر ناصر صاحب نامگرڈہ مغلپورہ لاہور	۵ —۰۰
۱۱	مکرم بیگم صاحبہ شاہنواز صاحب کراچی	۵۰ —۰۰
۱۲	مکرم چوہدری محمد شجاعت علی صاحب ربوہ	۳ —۰۰
۱۳	مکرم مولوی نور الحق صاحب انور ربوہ	۳ —۰۰
۱۴	مکرم محمد خلیل احمد صاحب ایس۔ ڈی۔ او ریلوے نئی منڈی گجرات بذریعہ دفتر پ۔م	۱۰ —۰۰
۱۵	مکرم مرزا عبدالرحمان صاحب محاسب کراچی	۱۰۴ —۰۰
۱۶	ایک صاحب از دوالمیال	۱۳/۱ —۰۰
۱۷	مکرم ایم منظور احمد صاحب سیکرٹری مال کھاریاں	۵۰ —۰۰
۱۸	مکرم محمد خورشید صاحب سیکرٹری مال ساہیوال	۵۵ —۰۰
۱۹	مکرمہ بیگم صاحبہ مجیدہ شاہنواز صاحبہ۔ راولپنڈی	۵۰ —۰۰
۲۰	مکرم لطف الرحمان خاں صاحب کوئنز روڈ لاہور	۲۰ —۰۰
۲۱	مکرم عبدالرحمن صاحب محاسب راولپنڈی	۱۱ —۰۰
۲۲	مکرم بابو محمد عالم صاحب سرگودھا	۲۸ —۰۰
۲۳	مکرم قمر احمد صاحب قریشی ماڈل ٹاؤن لاہور	۱۵ —۰۰
۲۴	مکرم محمد عیسیٰ خاں صاحب سیکرٹری مال کوئٹہ	۷ —۰۰
۲۵	مکرم محمد عبداللہ صاحب سیکرٹری مال ادرحمہ سرگودھا	۲ —۰۰
۲۶	مکرم سیکرٹری مال صاحب حلقہ سول لائنز لاہور	۳ —۰۰
۲۷	مکرم محمد امین صاحب سیکرٹری مال اوکاڑہ	۶ —۰۰
۲۸	مکرم حکیم خلیل احمد صاحب معاوڑی ملتان	۱۰ —۰۰
۲۹	مکرم سید علی اکبر شاہ صاحب رحمن آباد۔ باندھی	۲ —۰۰
۳۰	مکرمہ حمیدہ بیگم صاحبہ ڈھاکہ بذریعہ دفتر پ۔ م	۱۰ —۰۰
۳۱	مکرم ابوالمبارک صاحب سیکرٹری مال پسرور سیالکوٹ	۱ —۰۰
۳۲	مکرم قریشی قمر احمد صاحب ماڈل ٹاؤن لاہور	۲۹ —۰۰
۳۳	مکرم حکیم مرغوب اللہ صاحب شیخوپورہ	۳ —۰۰
۳۴	مکرم عبدالرؤف صاحب آنیبہ ذ کالونی۔ لاہور	۱۰ —۰۰

اسلام آباد و راولپنڈی میں

جائیداد کی خرید و فروخت اور کرایہ پر لینے / دینے کے خواہشمند احباب ہماری خدمات سے استفادہ فرمائیں۔

ایکسچینج سنٹر، آب پارہ، اسلام آباد

ترقی کی ایک مثال

صرف آٹھ ماہ پہلے ایک میٹرک پاس نوجوان نے ہمارے پاس بطور سیلزمین اسّی روپے ماہوار پر کام شروع کیا۔ اب بفضلہ تعالیٰ اس کا ماہوار معاوضہ قریباً ۱۸۰/- روپے ماہوار ہے نیز اسے کرایہ کے علاوہ معقول سفر خرچ وغیرہ بھی الگ ملتا ہے۔

۸ ماہ میں ۱۰۰/- ترقی؟

جی ہاں! کیونکہ اس نوجوان نے پاکستان کے کئی بڑے بڑے شہروں میں بیسیوں چھوٹی کے کیمسٹوں اور دوا فروشی اداروں کو ہمارا گاہک بنایا ہے۔

پڑھے لکھے ترقی اور عزت کے خواہاں نوجوانوں کے لئے ہمارے سیلز ڈیپارٹمنٹ میں باعزت روزگار اور تیز رفتار ترقی کا عمدہ موقع ہے۔ درخواستیں مکمل کوائف اور اپنے امیر یا پریذیڈنٹ صاحب کی سفارش کے ساتھ لیکر خود ملیں۔

خاکسار ہومیوپیتھک ڈاکٹر راجہ نذیر احمد ظفر فاضل عربی۔ ایل ایل ڈی آر ایم پی

انچارج کیبو ڈیو میڈیسن کمپنی رجسٹرڈ لاہور

ڈاکٹر راجہ ہومیو اینڈ کمپنی گولبازار ربوہ

لائل پور

میں اپنی نوعیت کی واحد دوکان جہاں سے آپ ہر قسم کا صوفہ کلاتھ پردہ کلاتھ بیڈ شیٹ فرشی دریاں۔ کھیس تولیے۔ چادر نماز تھوک و پرچون مل سکتے ہیں۔

وسیم پنسٹری ہاؤس

چوک گھنٹہ گھر امین پور بازار لائل پور

اسلام کی روز افزوں ترقی کا آئینہ دار

ماہنامہ **تحریکِ جدید ربوہ**

آپ خود بھی یہ ماہنامہ پڑھیں اور غیر احمدی دوستوں کو بھی پڑھائیں۔

سالانہ چندہ صرف ۲ روپے (منیجر)

وقت کی پابند یونائیٹڈ ٹرانسپورٹس عوام کی اپنی پسند

ٹائم ٹیبل	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵	۱۶	۱۷
روانگی از سرگودھا تا لاہور	۳-۳۰	۳-۴۰	۵-۳۰	۶-۳۰	۷-۱۵	۸-۰۰	۸-۴۵	۹-۲۰	۱۰-۳۰	۱۱-۳۰	۱۲-۱۵ بعد دوپہر	۱-۰۰	۱-۴۵	۲-۳۰	۳-۱۵	۴-۳۰	۵-۳۰
روانگی از لاہور تا سرگودھا	۳-۰۰	۴-۰۵	۴-۵۵	۵-۴۰	۶-۲۰	۷-۳۰	۸-۱۰	۹-۱۰	۱۰-۲۰	۱۱-۱۰	۱۲-۴۰ بعد دوپہر	۱-۳۰	۲-۳۰	۳-۱۰	۴-۲۰	۵-۵۰	۷-۲۰
روانگی از سرگودھا تا گوجرانوالہ	۴-۴۵	۹-۱۵															
روانگی از گوجرانوالہ تا سرگودھا	۹-۳۰	۲-۳۰															

ہمیشہ یونائیٹڈ ٹرانسپورٹس کی آرام دہ بسوں میں سفر کیجئے۔ آپ کی خدمت کے لئے تجربہ کار خوش اخلاق سٹاف کی خدمات حاصل ہیں۔

(محمد علی ظفر منیجر)

ہمیشہ اپنی قابل اعتماد سروس

پرنس ٹرانسپورٹ کمپنی لمیٹڈ لاہور

کی

آرام دہ بسوں میں سفر کیجئے

(منیجر)

حبِ اٹھرا امراض اٹھرا کی شہرہ آفاق دوا حکیم نظام جان اینڈ سنز گوجرانوالہ / بالمقابل ایوانِ محمود ربوہ

فی تولہ ۲ روپے مکمل کورس گیارہ تولے ۲۲ روپے

ہمدرد نسواں (رجسٹرڈ) مرضِ اٹھرا کا بے نظیر علاج دواخانہ خدمتِ خلق (رجسٹرڈ) ربوہ سے طلب کریں مکمل کورس ۲۰ روپے

موُنہہ کھُر
FOOT AND MOUTH

جانوروں کی وبائی بیماری ہے جس میں مونہہ اور پاؤں پک جاتے ہیں اور بہت سے جانور کمزور ہو کر مر جاتے ہیں۔ اکسیر مونہہ کھر اس مرض کا کامیاب علاج ہے قیمت فی پیکٹ ١/ درجن یا زیادہ پر ۳۳ فی صد کمیشن، دو درجن یا زیادہ پر ڈاک خرچ بذمہ کمپنی۔ نوٹ: ایک جانور کے لئے عموماً اکسیر مونہہ کھر کے دو پیکٹ کافی ہوتے ہیں

ڈاکٹر راجہ ہومیو اینڈ کمپنی ربوہ

قرآنی حقائق بیان کرنے والا
تبلیغی و علمی مجلہ

ماہنامہ الفرقان ربوہ

جس میں قرآنی حقائق بیان کرنے کے علاوہ پادریوں اور دیگر مخالفین اسلام کے جواب دیئے جاتے ہیں غیر احمدی علماء کے اعتراضات کی تردید کی جاتی ہے جس کے ایڈیٹر مولانا ابوالعطاء صاحب ہیں۔

سالانہ چندہ صرف ۶ روپے

(منیجر ماہنامہ الفرقان ربوہ)

فریگرینٹ انٹی پمپل کریم
کے متعلق

محترمہ سیدہ خورشید افضل صاحبہ ربوہ تحریر فرماتی ہیں:۔ میں نے فریگرینٹ انٹی پمپل کریم استعمال کی اور اسے کیل چھنسیاں اور داغ دور کرنے کے لئے سب اعلیٰ کریموں سے مفید پایا۔ قیمت تین روپے علاوہ ڈاک خرچ

المنار دواخانہ گولبازار ربوہ

اگر آپ
نماز سے متعلق ضروری مسائل جاننا چاہیں
تو
نماز مترجم
(مرتبہ ماسٹر حمید احمد صاحب سیاسی)
جو اصلاح و ارشاد کی منظور شدہ ہے کا مطالعہ فرمائیں
ملنے کا پتہ:۔ مکتبہ فیضِ عام ربوہ

ترسیل زر اور انتظامی امور سے متعلق
منیجر
الفضل
ربوہ سے خط و کتابت کیا کریں۔

اچھوتے اور بے مثل ڈیزائنوں میں بیاہ شادی کے لئے
جڑاؤ و سادہ سیٹ!
چاندی کے خوشنما برتن ٹی سیٹ وغیرہ
فرحت علی جیولرز، دی مال لاہور فون نمبر ۲۶۲۳

ضروریاتِ مرغی خانہ
مثلاً
بھٹانے والے انڈے یک روزہ چوزے، پٹھیاں، مرغیاں، خوراک اجزاء خوراک وغیرہ خلیل پولٹری فارم ربوہ سے حاصل کریں
منیجر خلیل پولٹری فارم، ربوہ

قابلِ اعتماد سروس
سرگودہا سے سیالکوٹ
عباسیہ ٹرانسپورٹ کمپنی
کی
آرام دہ بسوں میں سفر کیجئے۔
(منیجر)

دونوں پہلو قابلِ دید ہیں!
یہ بھی
پوسٹل لائف انشورنس پر بونس سب سے زیادہ ملتا ہے
ہر ہزار روپے کی بیمہ پالیسی پر بونس کی شرح
مین حیات پالیسی:۔ برائے سال ۶۳-۱۹۶۲ء پر ۳۹ روپے۔۔۔ اور
برائے سال ۶۹-۱۹۶۸ء پر ۴۲ روپے (مجوزہ)
میعادی پالیسی:۔ برائے سال ۶۳-۱۹۶۲ء پر ۳۰ روپے۔۔۔ اور
برائے سال ۶۹-۱۹۶۸ء پر ۳۳ روپے (مجوزہ)

اور یہ بھی
پوسٹل لائف انشورنس کی شرح پریمیم سب سے کم ہے
۲۵ سال کی عمر میں پریمیم کی شرح ایک ہزار کی رقم کے بیمہ پر
مین حیات پالیسی پر صرف ۳۰ سال تک پریمیم قابل ادا
۲/۳۰ روپے ماہانہ۔
میعادی پالیسی انشورنس برائے ۳۰ سال
۲/۷۵ روپے ماہانہ۔

پوسٹل لائف انشورنس

PLI-3/69

خریداران الفضل کے لئے ضروری اعلان

خریداران الفضل کی چٹیں عنقریب چھپوائی جارہی ہیں۔ جن صاحبان نے اپنا پتہ وغیرہ تبدیل کرنا ہو یا کوئی غلطی درست کروانی ہو تو دفتر ہذا کو اپنے صحیح پتے سے جلد از جلد مطلع فرمائیں۔ نیز چٹ نمبر کا حوالہ ضرور لکھیں۔ بصورت دیگر تعمیل بروقت نہیں ہو سکے گی۔ منیجر روزنامہ الفضل ربوہ۔

شرح چندہ

بیرونی ممالک ہوائی ڈاک
کینیڈا و یورپ سالانہ ۶۶/۲
افریقہ وغیرہ ۶۵/۲
بحری ڈاک سالانہ ۵۰/- روپے
اندرون ملک سالانہ ۳۰/-
ششماہی ۱۶/-
سہ ماہی ۸/-
ایک ماہ ۳/۲۵ روپے
خطبہ نمبر سالانہ ۸/۰۰

گزشتہ ہفتہ کی اہم جماعتی خبریں

۱۷ ہجرت تا ۲۳ ہجرت ۱۳۴۸ہش

۱۔ گزشتہ ہفتہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی رہی۔ الحمد للہ۔ احباب حضور ایدہ اللہ کی صحت و سلامتی کے لئے التزام سے دعائیں کرتے رہیں۔

۲۔ حضرت قاضی محمد عبد اللہ صاحب جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ۳۱۳ اصحاب کبار میں شامل اور اس خوش قسمت زمرہ کی آخری نشانی ہیں۔ ان دنوں اعصابی کمزوری کی بے چینی اور ہائی بلڈ پریشر وغیرہ عوارض کی غرض سے بیمار ہیں۔ نیز آپ کی اہلیہ صاحبہ بھی جوڑوں کے درد کی وجہ سے بیمار چلی آرہی ہیں۔ احباب جماعت توجہ اور التزام سے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ حضرت قاضی صاحب موصوف اور آپ کی اہلیہ صاحبہ محترمہ کو صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین۔

۳۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ۱۷ مئی بروز ہفتہ ساڑھے پانچ بجے شام شعبہ فزکس تعلیم الاسلام کالج کی لیبارٹریز کا معائنہ کرنے کی غرض سے وہاں تشریف لے گئے۔ ان لیبارٹریز کو بعض بیش قیمت آلات فزکس سے حال ہی میں آراستہ کیا گیا ہے۔ یہ آلات کالج میں اعلیٰ سائنسی تعلیم کی سہولتیں فراہم کرنے کے سلسلہ میں انگلستان مغربی جرمنی اور یوگوسلاویہ سے منگوائے گئے ہیں اور کوشش کی گئی ہے کہ کم سے کم قیمت پر زیادہ سے زیادہ اور جدید ترین آلات خرید کئے جائیں۔ بعض آلات کو پرزہ جات منگوا کر شعبہ فزکس کے اساتذہ اور بعض طلباء نے خود اسمبل (ASSEMBLE) کیا ہے سامان کی اس کھیپ میں جو حال ہی میں موصول ہوئی ہے اسلو سکوپ، الیکٹرک اور سی لیٹر بند، الیکٹرو سکوپ ریڈیو، الیکٹو سورسز، ریٹ میٹر اور الیکٹرانکس کا دیگر بیش قیمت سامان شامل ہے۔ علاوہ ازیں بعض پریسین (PRECISION) انسٹرومنٹس بھی منگوائے گئے ہیں۔
حضور ایدہ اللہ کی تشریف آوری پر قائم مقام پرنسپل محترم پروفیسر بشارت الرحمن صاحب کی زیر سرکردگی کالج کے اساتذہ نے صدر دروازہ پر حضور کا استقبال کیا۔ بعدہ حضور قائم مقام پرنسپل صاحب اور صدر شعبہ فزکس مکرم ڈاکٹر نصیر احمد خان صاحب کی معیت میں فزکس لیبارٹریز میں تشریف لے گئے۔ جہاں حضور نے اعلیٰ سائنسی تعلیم کی سہولتیں فراہم کرنے کے سلسلہ میں نو درآمد شدہ آلات فزکس اور دیگر تنصیبات کا معائنہ فرمایا نیز متعدد آلات کی کارکردگی کا عملی مظاہرہ بھی دیکھا۔ معائنے اور کارکردگی کا عملی مظاہرہ دیکھنے کا یہ سلسلہ قریباً ڈیڑھ گھنٹہ تک جاری رہا۔

جلسہ ہائے سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم

مرکزی حکومت نے عید میلاد النبی کے موقعہ پر جو ۲۹ مئی کو ہوگی سارے ملک میں عام تعطیل کا اعلان کیا ہے اور تمام محکموں کے سربراہوں کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ یہ تقریب سعید شایان شان طور پر منانے کے مناسب انتظامات کریں۔ (نوائے وقت ۱۲ مئی)
جماعت احمدیہ اس تقریب پر جلسہ ہائے سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم منعقد کرتی رہی ہے۔ امسال بھی نظارت اصلاح وارشاد کی طرف سے تمام جماعتوں کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ وہ اپنے اپنے ہاں جلسے منعقد کریں اور سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر تقاریر ہوں اور نظارت اصلاح وارشاد کو بھجوائی جائیں۔ (ناظر اصلاح وارشاد)

زندہ خدا، زندہ رسولؐ اور زندہ کتاب

فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

تین بنیادی چیزیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی جماعت کو سکھائی ہیں۔ اور دراصل وہی تین بنیادی چیزیں ہیں جن پر اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہماری کامیابی کا انحصار ہے۔

پہلی چیز یہ ہے کہ اسلام جس خدا سے ہمارا تعلق پیدا کرنا چاہتا ہے۔ وہ زندہ خدا ہے آپ نے دلائل کے ساتھ یہ بات واضح کی کہ دوسری سب اقوام اور اسلام کے دوسرے سب فرقے اس وقت خدا تعالیٰ کو زندہ طاقتوں والا اور زندہ قوتوں والا خدا نہیں سمجھتے۔

دوسری بنیادی چیز جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جماعت کو دی وہ زندہ رسولؐ ہے۔ لوگ یہ سمجھنے لگ گئے تھے کہ نعوذ باللہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) ابتر ہیں آپؐ کے کوئی نرینہ اولاد نہیں۔ یعنی آپؐ کے ہاں جتنے بیٹے ہوئے سارے کے سارے چھوٹی عمر میں فوت ہوگئے۔ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صبر کو دیکھ کر اور فنا فی اللہ کے مقام پر نظر کرتے ہوئے آپؐ کو وعدہ دیا اِنَّآ اَعْطَیْنٰكَ الْكَوْثَرَ کہ بے شک جسمانی نرینہ اولاد نہیں رہی لیکن روحانی اولاد ہم تجھے اس کثرت سے دیں گے کہ دنیا کا کوئی نبی تیرا مقابلہ نہیں کر سکے گا حتیٰ کہ اگر دنیا کے تمام انبیاء کی روحانی اولاد کو اکٹھا کر دیا جائے تو بھی آپؐ کی روحانی اولاد زیادہ ہوگی اسی مقام کی وجہ سے آپؐ کو خاتم النبیین کا لقب ملا۔

تیسری چیز جو بنیادی طور پر آپؐ نے جماعت کے ہاتھ میں دی وہ زندہ کتاب تھی مسلمان کہلانے والے کہتے تھے کہ جی! پہلوں نے جو تفسیر لکھدی بس وہی ٹھیک ہے جیسے کسی نہر کا سارا پانی نکال لیا جائے تو کوئی اسے "نہر جاری" نہیں کہے گا۔ جس نہر کا سارا پانی نکل جائے وہ خشک ہو جاتی ہے۔ پس جب قرآن کریم کے تمام علوم پہلوں نے نکال لئے تو وہ خشک ہوگیا زندہ نہیں رہا۔ چالو نہیں رہا۔ گویا وہ نہر دنیا کو فائدہ پہنچانے والی نہ رہی۔

تو یہ تین چیزیں، تین زندگیاں، تین طاقتیں ہیں جن سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمیں متعارف کیا۔ اور جن کے متعلق ہمارے دل میں پختہ یقین پیدا کیا وہ یہ کہ قرآن کریم زندہ کتاب ہے وہ یہ کہ محمد رسول اللہؐ ایک زندہ رسول ہیں۔ وہ یہ کہ ہمارا خدا جس نے قرآن کریم نازل کیا اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا وہ زندہ خدا، زندہ طاقتوں والا اور زندہ قدرتوں والا خدا ہے۔"

(الفضل ۱۵ دسمبر ۱۹۶۶ء)

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴